مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ ان کے فتاویٰ' ان کی ذہانت' فطانت' جودت طبع' کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔

﴿فاضل بریلوی اور ترک موالات' ص: ۱۵-۱۶﴾

امام احمد رضا خاں بریلوی

محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر خاں کی نظر میں

آج سے سو سال قبل جب انگریز [illegible] بازیگر کے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے تو مسلمانوں [illegible] دست دھچکا لگا۔ استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں [illegible] پذیر ہونے لگی تھیں۔ اس پُر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا کہ جس کی تصانیف' تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب برپا کر دیا۔ امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول ﷺ سے لبریز تھی۔ آپ کی ساری زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ آپ کی ذات نبی کریم ﷺ سے وفا شعاری کا نشان مجسم تھی۔

﴿تحریر: 24 مئی 1998ء﴾

فہرست

اے ربِ کائنات ، کرم کی ہے التجا

اے خالقِ حیات ، کرم کی ہے التجا

بے چین و بے قرار ہوئی اُمتِ رسول ﷺ

حاصل نہیں ، ثبات ، کرم کی ہے التجا

چاروں طرف ہے موت کا سیلِ رواں ، رواں

بے بس ہوئی حیات ، کرم کی ہے التجا

طوفاں بپا ہے درد و الم ، کشت و خون کا

زخموں سے دے نجات ، کرم کی ہے التجا

دیکھیں جدھر بھی موت کی ہیں یورشیں بپا

ارزاں ہوئی حیات ، کرم کی ہے التجا

بچوں کے سر سے سایۂ شفقت ہے چھن رہا

منہ زور ہے ممات ، کرم کی ہے التجا

خودکش بنے ہیں دشمن ایمان و دین و ملک

چھٹتی نہیں ہے رات ، کرم کی ہے التجا

ہر موڑ پر ہیں تختۂ مشقِ ستم ، غریب

ان پر لگی ہے گھات ، کرم کی ہے التجا

تصویر بے بسی کی بنے ہیں تیرے غلام
یا قاضی الحاجات ، کرم کی ہے التجا

ہر صبح ساتھ لائے نیا ایک حادثہ
ہر روز سانحات ، کرم کی ہے التجا

پھر کربلائے عصر کا ہے ہم کو سامنا
پھر ہیں لب فرات ، کرم کی ہے التجا

حد سے سوا ہوئی ہے گناہوں کی داستاں
بے حد ہیں کفریات ، کرم کی ہے التجا

خوف خدا سے عاری و خالی ہوئے قلوب
عصیاں نے دی ہے مات ، کرم کی ہے التجا

ڈوبے ہوئے ہیں قعر مذلت میں آہ ہم
ہم میں بدی کے سات ، کرم کی ہے التجا

تیرے سوا نہیں ہے کوئی اپنا داد رس
خالی ہیں اپنے ہات ، کرم کی ہے التجا

جلوے ہیں تیرے لطف کے ہر آن جلوہ گر
ہم پر بھی ایک جھات ، کرم کی ہے التجا

اے سب کے کارسازِ حقیقی اے چارہ ساز
کر ختم مشکلات ، کرم کی ہے التجا

سرکار دوجہاں☆ کے توسل سے کر خدا
سرسبز پات پات ، کرم کی ہے التجا

مجبور مانگے ارض وطن کی دعائے خیر
پوری ہو اس کی بات ، کرم کی ہے التجا

ملکی مسائل کا حل

ایک دہریہ (جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا) پاکستان آیا اور یہاں تھوڑا عرصہ رہنے کے بعد اس نے دہریت سے توبہ کر لی اور اللہ تعالیٰ کو ماننا شروع کر دیا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہوئی کہ تمہیں اللہ رب العزت کی قدرت کا احساس ہوا؟ اس نے جواباً کہا کہ جب میں پاکستان آیا تو میرے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ اس ملک میں ہر جگہ کہیں نہ کہیں، کوئی نہ کوئی ایسا کام ضرور ہو رہا ہے کہ اگر وہ کسی دوسرے ملک میں ہو رہا ہوتا تو اُس کا وجود باقی نہ رہتا۔ لیکن پاکستان میں ہر خرابی اور بُرائی کے باوجود اس کا باقی رہنا مجھے یہ بات سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ آخر کوئی تو طاقت وقوت اور ذات ایسی ہے جس نے اس وطن کے باسیوں کی تمام تر نااہلیوں کے باوجود اسے قائم رکھا ہے۔ چنانچہ اسی سوچ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یقین دلایا ہے۔

بظاہر تو یہ ایک واقعہ ہے لیکن درحقیقت اس وقت ملک عزیز کے اندرونی و بیرونی حالات اس حد تک ناگفتہ بہ ہو چکے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو زمینی حقائق کچھ اور ہونے تھے۔ عوام آئے روز بدتر سے بدترین حالت میں دھکیلی جا رہی اور حکمرانوں کو اپنی بیوقوفیوں، نااہلیوں، عیاشیوں اور شاہ خرچیوں سے فرصت نہیں مل رہی۔ پاکستانی قوم حکمرانوں کی عیاشیوں کو اپنی فاقہ کشی پر پال رہی ہے۔ جس ملک میں پیدا ہونے والا ہر بچہ پیدائشی طور پر 29,394 روپے کا مقروض ہو اس ملک وقوم نے کہاں خوشحالی دیکھنی اور ترقی کرنی ہے؟

پانی، بجلی، گیس، چینی اور آٹے کی لوڈ شیڈنگ کے باوجود تماشہ یہ ہے کہ ان بنیادی چیزوں کے ناپید ہوتے ہوئے بھی ان کی قیمتیں بڑھتے بڑھتے آسمانوں کو چھو رہی ہیں۔ ملک میں وزراء کی فوج اور اس پر مزید سونے پر سہاگہ وزرائے مملکت، قائمہ کمیٹیاں اور ان کے شاہی ڈنر، لنچ اور عصرانے دیکھ کر سر چکرانے لگتا ہے لیکن جب ان کی کارکردگی جانچی جائے تو نتیجہ صفر نظر آتا ہے۔

جمہوریت کو ہمارے ملک میں مقدس گائے کا درجہ دیا جاتا ہے لیکن کیا یہ عجب تماشا نہیں کہ جس شخص کو اس کے اپنے حلقے کے عوام صوبائی یا قومی سطح پر بھی منتخب ہونے کا اہل نہیں سمجھتے' وہ الیکشن میں شکست فاش کھانے کے باوجود ایوان بالا (سینٹ) کا رکن بن بیٹھتا ہے۔ اب جمہوریت یا اکثریتی رائے کا حق کہاں گیا؟ ماں' باپ چند لاکھ روپے سے شروع کیے گئے کاروبار پر اپنے اس بیٹے کو نہیں بٹھاتے جو اس کی سمجھ نہ رکھتا ہو لیکن پاکستان میں ہر ماجھے ساجھے کو سیاسی تعلقات کی بناء پر ایک پورے محکمے کا وزیر بنا دیا جاتا ہے۔ وزیر موصوف بیشک اس محکمے کے حروف ابجد سے بھی واقف نہ ہوں لیکن پورے پروٹوکول سے وہ اس شعبے کے بخیے ادھیڑنے بیٹھ جاتے ہیں۔ جب وزیر بے تدبیر کو اپنے شعبے سے کوئی دینی و قلبی وابستگی اور سمجھ ہی نہیں تو وہ لوٹ کھسوٹ نہ کرے تو کیا کرے؟

جس ملک کا حکمران ڈیڑھ سو گاڑیوں کے قافلے میں 1700 پولیس والوں کے حصار میں گردش کرتا ہو وہ اپنی عوام کی مشکلات سے کیا آگاہ ہوگا؟ جس ملک میں سابقہ حکمران 15,900 کنال پر محیط محل میں 800 پولیس والوں کی حفاظت کے رحم و کرم پر ہوں' کیا وہ غریب و بے بس پاکستانی عوام کے حکمران ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نام نہاد جمہوریت ملکی وسائل اور پیسے کی بندر بانٹ کا تماشہ بنی ہوئی ہے۔ بڑا مہذب چور چھوٹے کی حفاظت کر رہا ہے اور چھوٹا مہذب چور بڑے کی آؤ بھگت میں مصروف ہے۔ سیاستدانوں کی اس لوٹ کھسوٹ کی دوڑ میں نقصان صرف اور صرف غریب عوام کا ہو رہا ہے کیونکہ غریب' غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور اس کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ اگر ان کرپٹ مگرمچھوں پر کوئی ادارہ ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے تو یہ فوراً جمہوریت کے نام نہاد فضائل اگلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

کرپشن ہی کی ایک شکل بنکوں سے قرضے لے کر ان کی معافی کروانی ہے۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں ارب اور کروڑ پتی افراد بینکوں سے قرضہ لیتے ہیں اور محتاجی کا ڈرامہ رچا کر اس قرض کو معاف کروا لیتے ہیں۔ دنیا کے دیگر ملکوں میں بھی قرضے معاف ہوتے ہیں لیکن اس وقت جب کوئی کارخانہ' بنک یا ادارہ دیوالیہ ہو جائے مگر پاکستان میں قرضوں کی معافی کے لیے فقط حکمرانوں کی رضا درکار ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان صرف ایک سال میں دنیا بھر کے کرپٹ ممالک میں 46ویں نمبر سے ترقی کرتا ہوا 42ویں نمبر پر آ گیا ہے۔ صرف 2007.08 میں 796 ارب کا ٹیکس چوری ہوا ہے۔ وفاقی وزیر خزانہ کے مطابق صرف ایک حکومتی ادارے ''وفاقی ریونیو بورڈ'' (C.B.R) میں سالانہ 500 ارب سے زائد کی کرپشن ہوتی ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق 1985ء تا 1999ء کے عرصے میں 120 ارب روپے کے قرضے معاف کیے

گئے۔ اسی طرح 1997ء تا 2009ء کے عرصے میں 19,711 افراد کے 193 ارب روپے کے قرضے معاف کیے گئے۔ ممتاز ماہر معیشت ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی کے مطابق 2000ء تا 2008ء کے دوران 144 ارب روپے کے قرضے معاف ہوئے جن کو جرمانے سمیت وصول کرنے سے ملکی خزانے کو 250 ارب روپے حاصل ہو سکتے ہیں۔

یہ اس غریب ملک کی عیاش طبقے کی ان کہی حقیقت کا تھوڑا سا حصہ ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی اصلاح کیسے کی جائے؟ جس طرح گندے نالے کا پانی چھاننی سے صاف نہیں ہو سکتا اسی طرح کرپٹ طبقے کو این آر او کالعدم قرار دینے سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اس کا صحیح علاج اسی وقت ہو سکتا ہے جب ملکی وسائل اور خزانے کی چوری اور لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کو برسر عام سزا دے کر نشانہ عبرت نہ بنایا جائے۔ یہاں اس طبقے کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہیے جو بات بات پر اسلام اور اہل اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا وہ یہ بتانا پسند فرمائیں گے ملک و ملت کو لوٹنے والے اور اس کی خود مختاری بیچنے والے کون ہیں؟ این آر او سے ''غسل یافتہ'' شخصیات کس طبقے اور فکر و سوچ کی حامل ہیں؟

حدیث شریف میں ذکر ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا لیکن پاکستانی مومنوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ بار بار ایسی نااہل اور ناکارہ قیادت کے متعلق دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کی بنیاد تو اسلام کی تجربہ گاہ کے طور پر رکھی گئی تھی لیکن کیا وجہ ہے 63 سال میں پاکستان میں جمہوری نظام کو آزما لیا گیا' آمریتی نظام کو بھی آزما لیا گیا لیکن اسلامی نظام کو آزمانے میں کیا امر مانع ہے؟

ہمارا عیاش طبقہ اس لیے اسلامی نظام سے خود خوفزدہ ہے اور عوام کو خوفزدہ کر رہا ہے کہ اسلام میں ان کی عیاشیوں اور بد معاشیوں کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظام میں حاکم وقت کی اولاد اور ایک عام بندے کی اولاد میں کوئی معاشرتی فرق نہیں ہے۔ اسلامی نظام کی برکات میں یہ شامل ہے کہ حاکم وقت خود کو اللہ تعالیٰ کا عاجز بندہ تسلیم کرتے ہوئے عوام میں موجود رہتا ہے۔ اسلام نظام ہی کی برکات ہیں کہ حاکم وقت سے ایک غریب ترین شخص بھی باز پُرس کر سکتا ہے اور جج (قاضی) اسے عدالت میں طلب کر کے غریب کو اس کا حق دلوا سکتا ہے۔ لہٰذا در بدر کے ٹھوکریں کھانے کے بعد ہمیں اسی دھرتی میں ایک مرتبہ اس نظام کو نافذ کر کے اس کی برکات کا ضرور مشاہدہ کر لینا چاہیے جس میں تعداد یا مقدار کو نہیں بلکہ معیار کو اپنایا جاتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی دھرتی پر اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام نافذ ہوگا تو پھر دیکھیے گا یہ زمین کیسے سونا اگلتی ہے اور کیسے ہر طرف امن و خوشحالی اور چہل پہل ہوتی ہے۔ ہم دفتر اور ادارے کے سربراہ کو خود سے ناراض کر کے اس ادارے میں ٹھیک طور پر کام نہیں کر سکتے تو اس

پورے نظام کائنات کے خالق و مالک کو خود سے ناراض کر کے کس طرح سکون و اطمینان حاصل کر سکتے ہیں؟؟؟

پاک سرزمین کو فتح کرنے کی بیمار سوچ

بائیں کان سے بہرے انڈین آرمی کے اَن فٹ چیف جنرل دیپک کپور نے چند دن قبل بیان داغا ہے کہ ''بھارت نے چاروں طرف سرحدوں کی حفاظت کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔ وہ بیک وقت پاکستان اور چین سے مقابلہ کر سکتا ہے اور 96 گھنٹے میں دشمن کی سرزمین پر قبضہ کر سکتا ہے''۔

خطے میں بالادستی کا خواب دیکھنے والے ملک بھارت کے آرمی چیف کے اس بیان پر ایک لطیفہ یاد آیا ہے' امید ہے قارئین اس سے ضرور محظوظ ہوں گے۔ ایک بلی نے چوہے کو دیکھا تو اس پر جھپٹ پڑی' بیچارہ غریب چوہا اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا اور بلی بھی اس کے تعاقب میں مگن ہو گئی۔ کافی دیر بلی' چوہے کی یہ بھاگ دوڑ جاری رہی۔ آخر کار چوہا بھاگتے بھاگتے ایک شراب کی فیکٹری میں داخل ہو گیا اور پناہ کی تلاش میں پریشان پھرتا' پھراتا شراب کے کھلے منہ کے ایک مٹکے میں گر گیا۔ چوہے نے اس مٹکے میں چند ڈبکیاں کھائیں اور نشے میں مدہوش ہو کر باہر نکل آیا۔ باہر آ کر چوہا سینہ تان کر دُم کے بل کھڑا ہو گیا اور نشے میں مست للکارنا شروع ہو گیا بلی کدھر گئی ہے' سامنے آ' میں تجھے کچا چبا کر مار ڈالوں گا۔

بھارتی آرمی چیف نے نئے سال کی خوشی میں کچھ زیادہ ہی مے نوشی کر لی ہے۔ ان کے بیان کو چوہے کی حالت کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان اور چین کی سرزمین پر قبضہ کرنے کے بیان کی حقیقت بآسانی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ بھارتی آرمی چیف کو کسی اچھے ماہر نفسیات سے ضرور دماغی معائنہ کروانا چاہیے کیونکہ حالیہ بمبئی حملوں میں 96 گھنٹوں میں ان سے اور ان کی فوج اور اداروں سے اپنے ہی ملک میں ایک ہوٹل فتح نہیں ہوا اور وہ دو ایٹمی ملکوں کو فتح کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ جنرل دیپک کو محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کا یہ بیان بھی ضرور مد نظر رکھنا چاہیے کہ ''پاکستان بھارت کو صرف 6 گھنٹوں میں قصۂ پارینہ بنا سکتا ہے''۔ اب جنرل دیپک ہی بتائیں کہ 6 گھنٹے کم وقت ہوتا ہے یا 96 گھنٹے؟؟؟

الحمدللہ ● پاکستانی فوج کو دنیا بھر کی چھٹی بڑی عسکری طاقت تسلیم کیا جاتا ہے۔ ● پاکستان ملٹری کے 6 بٹالین پر مشتمل ایس ایس جی (SSG) کمانڈوز کو امریکی و برطانوی کمانڈوز کے بعد عالمی سطح پر موثر ترین کمانڈوز سمجھا جاتا ہے۔ ● پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی (I.S.I) کو امریکی CIA' برطانوی M16' روسی GRU' فرانسیسی

[illegible] پانچویں نمبر پر شمار کیا جاتا ہے جبکہ جرمنی BND' اسرائیلی MOSSAD' بھارتی RAW اس کے بعد آتی ہیں۔ ● پاکستان کا ایٹمی پروگرام دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی کا حامل اور بھارت سے [illegible] ہے۔ ● پاکستانی میزائلوں میں زمین سے زمین تک' زمین سے فضا تک اور فضا سے فضاء تک مار کرنے والے میزائلوں (غزنوی' غوری شاہین' بابر' رعد) کی کئی سیریز موجود ہیں۔ ● پاکستانی فوج کے پاس [illegible] جنگ کرنے کے جدید ترین ہتھیار اور صلاحیت موجود ہے جبکہ بھارت کو یہ صلاحیت حاصل کرنے میں کم [illegible] سال مزید لگیں گے۔ ● پاکستان اور پاکستانی فوج کی سب سے بڑی اور موثر ترین طاقت وہ عوام ہے جو جذبہ جہاد پر ایمان و یقین رکھتی ہے اور اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک عزیز کے دفاع و تحفظ کے لیے [illegible] اور غیور افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

جذبۂ جہاد ایسی روحانی و جسمانی طاقت ہے جس نے ماضی بعید کی طاقتوں قیصر و کسریٰ کو سرنگوں کیا اور ماضی قریب میں نام نہاد سپر طاقت روس کو لگام دی۔ آج بھی اسی جذبہ جہاد نے افغانستان میں امریکی سفاکیت اور [illegible] اور فلسطین و شام میں صہیونی بدمعاشی کو نکیل ڈال رکھی ہے۔ یہی جذبۂ جہاد ہندو بنیے سے کشمیر میں برسرپیکار ہے۔ ان شاء اللہ غیور مسلمانوں کا یہی جذبۂ جہاد دین و دنیا کی ہماری سرحدات کی حفاظت تا قیامت کرے گا۔

❀❀❀❀❀❀

انعامی مقابلہ

① حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے کس مغل بادشاہ کے سامنے سر جھکانے سے انکار فرمایا تھا؟

② مناظر اسلام مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کے رد میں کونسی کتب تصنیف فرمائیں؟

③ مرزائی کسے کہتے ہیں؟

﴿درست جوابات دینے والے خوش نصیبوں کو اگلا شمارہ بالکل فری﴾

﴿جواب نوٹ کروائیں صرف عصر تا مغرب 0321-4370406﴾

عشق ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

علامہ حافظ خادم حسین رضوی

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی ۳ ربیع الاول ۱۳۸۶/۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ ''نکہ کلاں'' اٹک میں پیدا ہوئے۔ جہلم و دینہ کے مدارس میں حفظ و تجوید کی تکمیل کے بعد شہرۂ آفاق دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی' مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد رشید نقشبندی' استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبداللطیف نقشبندی' شرف ملت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری' جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی اور استاذ العلماء حضرت مولانا صدیق ہزاروی ایسی شخصیات شامل ہیں۔

روحانی طور پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عارف کامل حضرت اقدس خواجہ محمد عبدالواحد صاحب المعروف حاجی پیر صاحب سے کالا دیو شریف جہلم میں بیعت ہیں۔ تقریباً دو عشروں سے جامعہ نظامیہ میں ہی مسند تدریس پر رونق افروز ہیں۔ بلاشبہ آپ کے ہزاروں شاگرد اس وقت ملک عزیز کے طول و عرض میں خدمات دینیہ میں مصروف عمل ہیں۔

درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ تصنیف و تالیف میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ علم صَرف میں تیسیر ابواب الصرف اور تعلیلات خادمیہ آپ کے نوک قلم کی یادگار ہیں۔ اللہ رب العزت نے خطابت میں دلنشین و منفرد انداز عطا فرمایا ہے۔ روایتی تقاریر سے ہٹ کر آپ کے خطابات ''دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے'' کے مصداق پُراثر ہوتے ہیں۔

اس وقت آپ فدایان ختم نبوت پاکستان اور مجلس علماء نظامیہ کے مرکزی امیر ہیں۔ اس کے علاوہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ سمیت کئی مدارس' تنظیمات اور اداروں کے سرپرست و نگران اور معاون ہیں۔

صفر المظفر ۴ھ حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں قبیلہ عضل' ہذیل' اور قارہ کے چند افراد حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہو چکے ہیں لیکن اسلامی تعلیمات سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں' ہم پر مہربانی فرماتے ہوئے چند افراد کو ہماری رہنمائی کے لیے روانہ فرما دیں۔

جان کائنات نبی کریم ﷺ نے چھ سابق الاسلام صحابہ کرام جن کے اسمائے مبارکہ حضرت زید' حضرت خبیب' حضرت مرشد' حضرت عبداللہ' حضرت خالد اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو اس اشاعت اسلام مہم کا امیر مقرر فرمایا گیا۔ جب یہ قدسی جماعت ان قبائل کے علاقے میں پہنچی تو انہوں نے بدترین بدعہدی اور دھوکہ بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مبلغین کو گرفتار کرنے کے لیے ان کے ارد گرد گھیرا ڈال دیا۔ محاصرہ کرنے والے انسان نما گیدڑوں کی تعداد سو کے قریب ہو گی لیکن محمدی شیروں سے جب ان کا واسطہ پڑا اور انہیں یقین ہو گیا کہ ہم ان کو شکست نہیں دے سکتے تو انہوں نے کہا تم ہتھیار ڈال دو' ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔

تین صحابہ کرام نے گرفتاری کے مقابلہ میں شہادت کو ترجیح دی جبکہ باقی تین نے ان کے وعدوں کا اعتبار کر لیا۔ شہید ہونے والے صحابہ کرام میں حضرت عاصم' حضرت مرشد اور حضرت خالد رضی اللہ عنہم تھے۔ جبکہ ان کے وعدوں کا اعتبار کرتے ہوئے گرفتاری دینے والے حضرت خبیب' حضرت زید اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم تھے۔ الغرض حضرت عاصم کی قیادت میں جنگ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ان کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

جن تین حضرات نے ہتھیار ڈالے جب مشرکین انہیں باندھنے لگے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا تم لوگ ابھی ہمارے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو' میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ مشرکین ہزار کوشش کے باوجود انہیں نہ لے جا سکے چنانچہ انہیں اسی مقام پر شہید کر دیا گیا۔

اب صرف دو قیدی ان کے پاس رہ گئے تھے جنہیں ظالموں نے مکہ مکرمہ لے جا کر پچاس' پچاس اونٹوں کے عوض بیچ دیا۔ حضرت زید کو امیہ کے بیٹے صفوان نے خریدا اور حضرت خبیب کو خریدنے والے حرث کے بیٹے تھے۔ امیہ اور حرث دونوں میدان بدر میں واصل جہنم ہوئے۔ اب ان کے وارث ان نہتے قیدیوں کو نہایت ظالمانہ انداز سے قتل کر کے آتش انتقام سرد کرنا چاہتے تھے۔

دونوں صحابہ کو مختلف مقامات پر قید کر دیا گیا۔ حضرت خبیب بن عدی جن کے گھر قید ہوئے ان کا نام موہب اور ان کی بیوی کا نام ماویہ تھا۔ دونوں بعد میں مسلمان ہوئے۔ اس لیے چند ایمان افروز واقعات قیامت تک بے حس' مردہ' دنیا پرست' غیروں کے نقالی کرنے والوں' چاپلوسی کو مصلحت اندیشی کہنے والوں' دین کے نام پر کھا کر دین بیزار بننے والوں' اپنی عزت و ناموس کے لیے سب کچھ کرنے والوں اور ناموس رسالت کی خاطر ایک جملہ بھی نہ کہنے والوں کے لیے مینارہ نور ہیں۔

ماویہ بیان کرتی ہیں حضرت خبیب تہجد کے دوران جس سوز وگداز سے تلاوت فرماتے ہر سامع کی آنکھ سے آنسو رواں ہو جاتے۔ آج کا مسلمان فرض نماز نہیں پڑھتا نوافل تو بہت آگے کی بات ہے۔

آج مسلمان کے گھر اہتمام کے ساتھ قرآن پاک رکھنے کی جگہ نہیں، وہ تلاوت قرآن کیا کرے گا۔ اگر سوم یا چہلم میں قرآن پاک پڑھنے کا موقعہ بن جائے تو اس کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔ ایک گھنٹے میں وہ دو، چار صفحات سے زیادہ نہیں پڑھ سکتا۔ حضرت اقبال اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

؎ خوار از مہجوریٔ قرآں شدی شکوہ سنج گردش دوراں شدی

مسلمانوں کی ذلت ورسوائی تو قرآنی تعلیمات سے روگردانی کی وجہ سے ہے اور یہ گلے زمانے اور حالات کے کرتے ہیں۔

دوسری جگہ اقبال فرماتے ہیں کہ ابلیس نے اپنے مشیروں کو یوں خطاب کیا۔

جانتا ہوں میں یہ امت حامل قرآں نہیں ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں بے ید بیضا ہے پیران حرم کی آستیں
عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف ہو نہ جائے آشکار شرع پیغمبر کہیں
الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر حافظ ناموس زن، مرد آزما، مرد آفریں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک وصاف منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئین تو خوب یہ غنیمت ہے کہ مومن ہے محروم یقیں

ماویہ حضرت خبیب کے حالات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو بتائیں۔ آپ نے فرمایا ضرورت تو کوئی نہیں۔

البتہ میری تین خواہشیں ہیں اگر پوری کر سکو

1. غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت مجھے نہ کھلانا۔
2. پینے کے لیے مجھے صاف اور میٹھا پانی دینا۔
3. میرے قتل کا فیصلہ ہو جائے تو بتا دینا۔

اس کے بعد ماویہ کا بیان ہے کہ میں ان باتوں کا خیال رکھتی اور جب مجھے معلوم ہوا کہ فلاں دن ان کو قتل کر دیا جائے گا تو میں نے انہیں مطلع کر دیا۔ مگر اللہ کی قسم اس اطلاع سے ان کے چہرے پر ذرہ برابر پریشانی کا کوئی اثر نہ ہوا۔

وہ عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت خبیب کو جب علم ہو گیا تو آپ نے سفر آخرت کی تیاری شروع کر دی۔ آپ نے گھر والوں سے استرا طلب کیا تو انہوں نے ایک بچے کے ہاتھ بھیج دیا۔ آپ نے پیار کرتے ہوئے بچے کو پاس بٹھا لیا۔ ماویہ کے گھر والے پریشان ہو کر گھبرا گئے کہ کیا اپنی رہائی کے بدلے بچے کو یرغمال بنا سکتے ہیں؟ جب آپ نے خوف و پریشانی کا ماحول دیکھا تو فرمایا نہیں واللہ نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوں، میں ایسی دھوکہ بازی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لوگ کہتے ہیں محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔ مگر غلامان محمد ﷺ اس نظریے سے متفق نہیں۔

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

آگے ماویہ ہی کا بیان ہے کہ حضرت خبیب زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، اس کے باوجود ان کے پاس [illegible] والے انگور کے خوشے پہنچ جاتے تھے جنہیں وہ مزے لے لے کر کھاتے رہتے تھے۔

؎ جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا

آپ کو شہید کرنے کا جب مقرر کردہ دن آیا تو مکہ میں اعلان کیا گیا جس کا کوئی بھی عزیز رشتہ دار مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا ہو وہ اپنا اسلحہ لے کر آئے اور قیدیوں کے قتل میں حصہ لے۔ یہ اعلان سنتے ہی مکہ والے تلواریں، نیزے اور برچھیاں لیے اکٹھے ہو گئے۔ اس دوران قیدیوں کو بھی مقام تنعیم پہنچا دیا گیا۔

آخری نماز:

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو جب سوئے دار لے جانے کی تیاریاں ہونے لگیں تو آپ نے فرمایا اگر تھوڑی سی مہلت دو تو میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ اجازت مل گئی چنانچہ آپ نے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد مشرکین کو خطاب کر کے جو بات ارشاد فرمائی اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں (ج:۲، ص:۵) نقل فرمایا ﴿ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَوْ لَا اَنْ تَحْسَبُوْنِيْ مَابِيْ جَزْعًا لَزِدْتُّ﴾ فرمایا! "اللہ رب العزت کی قسم اگر تم میرے بارے میں یہ گمان نہ کرتے کہ میں وقت گذاری کے لیے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں تو میں اور نماز پڑھتا"۔ آج کے مسلمان کو شاید حضرت خبیب بن عدی کے سجدے ہی بیدار کر دیں۔

؎ فریاد ز افرنگ و دل آویزیٔ افرنگ فریاد ز شیرینی و پرویزیٔ افرنگ
عالم ہمہ ویرانہ از چنگیزیٔ افرنگ معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز

آخر آپ کو تختہ دار پر لے جایا گیا۔ جس ظلم و ستم کو آپ نے برداشت کیا تاریخ میں اس کی مثال ملنی ناممکن ہے۔
آپ پر ایسا ہولناک تشدد کیا گیا جسے صرف پڑھ کر انسان کے اپنے حواس ٹھکانے نہیں رہتے لیکن حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف استقامت کا مظاہرہ کیا بلکہ اس دوران آپ نے ایک ترانہ بھی پڑھا جسے ترجمہ کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

لَقَدْ جَمَعَ الْاَحْزَابُ حَوْلِیْ وَاَلَّبُوْا
قَبَائِلَھُمْ وَاسْتَجْمَعُوْا کُلَّ مَجْمَعٖ

ترجمہ: میرے ارد گرد بڑا مجمع جمع ہو گیا' جس میں کئی گروہ اور قبیلے شامل ہیں۔

وَکُلُّھُمْ مُبْدِی الْعَدَاوَۃِ جَاھِدٌ
عَلَیَّ لِاَنِّیْ فِیْ وَثَاقٍ بِمُضْیَعٖ

ترجمہ: وہ سارے دشمنی کی آگ سے بھرے ہوئے ہیں' مجھے ہر قسم کی اذیت دینا چاہتے ہیں اسی لیے کہ مجھے ہلاک گاہ میں باندھ دیا گیا ہے۔

وَقَدْ جَمَّعُوْا اَبْنَاءَ ھُمْ وَنِسَآءَ ھُمْ
وَقُرِّبْتُ مِنْ جِذْعٍ طَوِیْلٍ مُمَنَّعٖ

ترجمہ: اور انہوں نے بچوں اور عورتوں کو بھی جمع کر لیا اور مجھے اونچی اور لمبی لکڑی کے پاس پہنچا دیا گیا۔

وَقَدْ خَیَّرُوْنِیَ الْکُفْرَ وَالْمَوْتُ دُوْنَہٗ
وَقَدْ ھَمَلَتْ عَیْنَایَ مِنْ غَیْرِ مَجْزَعٖ

ترجمہ: اور وہ مجھے کفر اختیار کرنے کا کہہ رہے ہیں حالانکہ اس سے میں موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں وہ کسی خوف یا موت کی وجہ سے نہیں (بلکہ وصل حبیب کے آنسو تھے)

فَلَسْتُ بِمُبْدٍ لِلْعَدُوِّ تَخَشُّعًا
وَلَا جَزَعًا اِنِّیْ اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعٖ

ترجمہ: اپنے بچاؤ کے لیے دشمن کے سامنے عاجزی یا بے صبری کا مظاہرہ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کا شیوہ نہیں۔ اور ہو بھی کیسے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا رہا ہوں۔

وَمَا بِیْ حِذَارُ الْمَوْتِ اِنِّیْ لَمَیِّتٌ
وَلٰکِنْ حِذَارِیْ جَحْمُ نَارٍ مُلَفَّعٖ

ترجمہ: مجھے موت خوفزدہ نہیں کر سکتی اس لیے کہ موت سے فرار ممکن نہیں۔ مجھے لپٹنے والی آگ کے شعلوں سے ڈر ہے۔

فَذُو الْعَرْشِ صَبَّرَنِیْ عَلٰی مَایُرَادُبِیْ
فَقَدْ بَضَّعُوْا لَحْمِیْ وَقَدْ یَاسَ مَطْمَعٖ

ترجمہ: عرش والے نے ہی مجھے ان کے ظلم و ستم کے مقابلہ میں صبر کی توفیق دی ہے۔ ورنہ انہوں نے تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے زندہ رہنے کی امید بھی ختم کر دی ہے۔

اِلَی اللّٰہِ اَشْکُوْ غُرْبَتِیْ ثُمَّ کُرْبَتِیْ
وَمَا اَرْصَدَ الْاَحْزَابُ لِیْ عِنْدَ مَصْرَعٖ

ترجمہ: اپنی غریب الوطنی' پریشانی اور جو انہوں نے مجھے شہید کرتے ہوئے اذیت دیئی ہے اس کی بارگاہ الٰہی میں شکایت کرتا ہوں۔

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ فِی اللّٰہِ مَضْجَعِیْ

ترجمہ: جب میں استقامت کے ساتھ اسلام پر جان نثار کر رہا ہوں تو بعد میں کسی بھی پہلو پر گرنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَآءْ
یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ

ترجمہ: یہ سب کچھ میں اللہ تعالیٰ کے لیے برداشت کر رہا ہوں اور وہ قادر ہے کہ وہ کٹے ہوئے گوشت کو دوبارہ جوڑ دے گا۔

اس کے بعد آپ نے بڑی حسرت کے ساتھ التجا کی "اے اللہ! میرے پاس پیغام رسائی کا کوئی انتظام نہیں۔ میرے آقا و مولیٰ ﷺ کو میرے حال سے آگاہ کرنا اور ان کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ اس وقت جان دو عالم ﷺ مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک آپ نے فرمایا ﴿وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا خُبَیْبُ﴾ پھر اپنے غلاموں کو مخاطب کر کے فرمایا ﴿اُسْتُشْھِدَ خُبَیْبُ﴾ خبیب کو شہید کر دیا گیا۔

عشق کی ابتداء عجب عشق کی انتہا عجب

موجودہ تناظر میں کوئی بھی جدوجہد اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک ایک طاقت ور، بہادر اور سنجیدہ پڑوسی ملک آپ کی کھل کر مسلسل مدد نہ کرتا رہے۔ پاکستان کو تو مشرف نے امریکہ اور ہندوستان کے ہاتھوں کوڑی کے داموں بیچ دیا ہے۔ اس کی اپنی حالت خستہ اور قابلِ رحم ہے اور وہ آپ (کشمیریوں) کی کیا مدد کرے گا؟ آپ (کشمیری) اپنے پیروں پر کھڑے ہوں اور متحد ہو کر اپنے لیے سہولتیں اور زیادہ سے زیادہ اندرونی خودمختاری حاصل کر کے اپنے عوام کی مدد کریں اور خوشحالی اور امن مہیا کریں۔ کشمیری لیڈروں کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ 1965ء کی جنگ کے بعد پاکستان نے 95 فیصد کشمیر کو کھو دیا تھا اور 5 فیصد گنجائش باقی تھی۔ اس گنجائش کو بھی مشرف نے کارگل میں پنگا لے کر ہمیشہ کے لیے ضائع کر دیا۔ میں نے ابھی عرض کیا کہ جب تک کوئی طاقتور، نڈر پڑوسی ملک کھل کر کسی جدوجہد کی مدد نہ کرے اس وقت تک کوئی جدوجہد کامیاب نہیں ہوسکتی۔ چند مثالیں پیش کرتا ہوں:

❶ پہلی مثال کشمیر کی ہی ہے' کیوں کہ نہ تو ہم طاقتور تھے اور نہ ہی کھل کر کشمیریوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ 70 ہزار سے زیادہ کشمیری جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اس طرح کشمیر کو آزاد کر لے گا تو وہ احمقوں کی دنیا میں رہتا ہے۔

❷ دوسری مثال فلسطین کی ہے۔ اگر آپ 1949ء میں اسرائیل کا رقبہ اور حدود دیکھیں تو تقریباً ایک چوتھائی تھا۔ کیوں کہ عرب حکمران اس معاملہ میں سنجیدہ نہ تھے' آج اسرائیل چار گنا بڑا ہے اور عرب ان کے آگے غلاموں کی حیثیت سے زیادہ نہیں ہیں۔ نہایت بُری طرح شکستیں کھا کر اور لاکھوں بے گناہ لوگوں کو مروا کر فلسطینی لیڈر ابھی تک کوئی سبق حاصل نہیں کر سکے۔ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اسرائیل وسیع تر ہوتا جائے گا اور فلسطینی اور عرب زبانی جمع خرچ کر کے ذلیل و خوار ہوتے جائیں گے۔ اگر فلسطینی 50 سال پہلے مصالحتی رویہ اختیار کر لیتے تو آج اسرائیل اپنے قیام کو قائم رکھنے میں دشواری محسوس کر رہا ہوتا۔

❸ ابھی ابھی سری لنکا میں تامل باغیوں کا حشر آپ کے سامنے ہے۔ جب تک ہندوستان کھل کر مدد کرتا رہا' انہوں نے سری لنکا کی فوج کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ جونہی بین الاقوامی دباؤ اور کشمیر کو دیکھ کر اس نے ایک ملکی مفاد والی پالیسی اختیار کر لی' تامل ختم کر دیے گئے۔ سب لیڈر مارے گئے اور تقریباً ایک لاکھ بے گناہ لوگوں نے چند خودغرضوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے جان دے دی۔ اگر 20 سال پہلے مصالحتی پالیسی اختیار کر کے معاہدہ کر لیتے تو اپنے علاقہ میں مکمل اندرونی خودمختاری مل جاتی اور لوگ خوش و خرم رہتے۔ اب وہ دوسرے درجہ کے ناقابل بھروسہ شہری بن گئے ہیں۔

❹ اسپین میں دہشت گرد تنظیم ای ٹی اے (E.T.A) نے بھی وہی اندھی پالیسی اختیار کی اور دہشت گردی کا انداز اختیار کیا۔ اس وجہ سے لاتعداد لوگ مارے گئے اور نتیجہ صفر نکلا۔ اب وہ کبھی بھی ایک آزاد ملک حاصل نہیں کر سکیں گے۔

❺ شمالی آئرلینڈ میں آئی آر اے (I.R.A) نامی دہشت گرد تنظیم نے کئی برس دہشت گردی کی مہم جاری رکھی۔ ہزاروں لوگ قتل ہوئے مگر بعد میں عقل و فہم نے غلبہ حاصل کیا اور برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ کر کے اب حکومت کر رہے ہیں اور اپنے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔

❻ چیچنیا نے چند کم عقل لیڈروں کی احمقانہ پالیسی و دہشت گردی کی وجہ سے ملی ملائی آزادی کھو دی۔ صدر یلٹسن کے مشیر سیکورٹی جنرل لیبڈ نے چیچنیا کو تقریباً مکمل آزادی دے دی تھی۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے علاقے کے حالات ٹھیک کرتے انہوں نے پڑوسی علاقوں داغستان' انگوشتیا اور اوسیتیا میں دہشت گردی شروع کر دی اور اس خام خیالی کا شکار ہو گئے کہ روسی وہاں سے بھاگ جائیں گے۔ صدر پوٹن نے ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور مغربی ممالک نے انگلی تک نہ اٹھائی کیوں کہ وہ خود عراق' افغانستان اور فلسطین میں دہشت گردی کر رہے تھے یا مدد کر رہے تھے۔ اگر چیچنیا کے لیڈر صبر و تحمل اور عقل و فہم سے کام لیتے تو آج ایک آزاد ملک میں رہ رہے ہوتے۔

❼ مشرقی تیمور کی تحریک آزادی اس لیے کامیاب ہوئی کہ وہاں کی عیسائی آبادی کی امریکہ اور یورپی ممالک نے کھل کر حمایت کی اور انڈونیشیا پر دباؤ ڈال کر اور دھمکیاں دے کر اس کو آزاد کرا دیا۔ فلسطین میں وہ اسرائیل کے حامی ہیں۔

❽ اری ٹیریا کی جنگ آزادی اس لیے کامیاب ہو گئی کہ بغاوت کرنے والے لوگوں کی سوڈان اور دوسرے عرب ممالک نے کھل کر مدد کی اور ایتھوپیا اس جنگ کے خرچ کو برداشت کرنے کے قابل نہ تھا۔

❾ مشرقی پاکستان میں لوگ اس لیے کامیاب ہوئے کہ ہندوستان اور روس نے کھل کر ان کی سامان اور

فوجیوں سے مدد کی ورنہ وہ کبھی نہیں جیت سکتے تھے۔ ہماری فوجی ڈکٹیٹر شپ نے ان کو یہ موقع فراہم کیا تھا۔

⑩ مشرقی پنجاب میں بہادر اور جنگجو قوم ''سکھ'' آزادی کی جنگ ہار گئے۔ باہر سے کوئی مدد گار نہ تھا اور پاکستان خود اس قابل نہیں تھا کہ وہاں کوئی گڑبڑ کرتا اور جواب میں کشمیر سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ ہزاروں سکھ مارے گئے اور نتیجے میں کچھ نہ ملا۔

⑪ ایک اور شرانگیزی جس میں امریکہ براہ راست ملوث ہے وہ چین کے صوبہ سنکیانگ میں دہشت گردی ہے۔ ایک خود ساختہ امریکی ایجنٹ رابعہ غدیر کو واشنگٹن میں بٹھا کر اور تمام سہولتیں دے کر چین کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ رابعہ غدیر اور سنکیانگ کے شہریوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی غیر ملک ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ چین ''بنانا ریپبلک'' نہیں ہے۔ رابعہ اور اس جیسے مفاد پرستوں نے سینکڑوں بے گناہ لوگوں کو مروا دیا۔ ان کا مستقبل چین کے ساتھ ہے اور ان سے گفت و شنید کے ساتھ وہ اپنے لیے بہت سی مراعات حاصل کر سکتے ہیں۔ رابعہ جیسے خود غرض امریکہ میں بیٹھ کر عیاشی کرتے رہیں گے اور وہیں مر جائیں گے اور بے گناہ سیدھے سادھے لوگوں کو مرواتے رہیں گے۔

⑫ ایک اور واقعہ تبت کا ہے۔ آج سے 50 سال سے پہلے غیر ملکی ایجنٹوں کی شہ پر دلائی لامہ نے چین کے خلاف بغاوت کی اور ہزاروں دہشت گرد مارے گئے۔ یہ شخص آج ایک سیاست دان بن کر پوری دنیا میں پھرتا رہتا ہے اور عیاشی کرتا پھرتا ہے، جب کہ اس نے اپنی عوام کو پیچھے چھوڑ کر مشکلات میں جھونک دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں چند خود غرض مفاد پرست اور شہرت کے بھوکے لیڈروں نے لیڈری اختیار کر کے ہزاروں بے گناہ اور کم سمجھ عوام کا قتل کرا دیا اور خود عیش و عشرت سے زندگی گزارتے رہے۔

حضرت امیر مرکزیہ رُو بصحت

تمام احباب کو یہ جان کر دلی مسرت ہوگی کہ اللہ رب العزت اور اس کے حبیب ﷺ کے طفیل فدایانِ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر، شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی دامت برکاتہم بلحاظ صحت بہت بہتر ہیں۔ احباب اور کرم فرماؤں سے دعائیں جاری رکھنے کی درخواست ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کُلہِ فقر سے ہو طرۂ دستار
باقی کُلہِ فقر سے تھا ولولۂ حق
طُروں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار

****

داتا دربار

جسٹس (ر) رانا بھگوان داس

اولیائے برصغیر پاک وہند کے سالار اول حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشرق کے ان اولو العزم عارفین میں ہوتا ہے جنہوں نے دیار کفر کے ظلمت کدوں میں ایمان کے دیے روشن کیے۔ جناب امیر سیدنا علی ابن ابی طالب کے گھرانے کے اس نامور سپوت نے مغربی پاکستان کے شمالی علاقہ کو دولت اسلام سے مالا مال فرمایا۔ غزنی کے علاقہ جلاب کے خدارسیدہ بزرگ جناب سید عثمان بن علی جلابی کے اس رفیع المرتبت فرزند نے پانچویں صدی ہجری میں شہر لاہور میں مئے وحدت کا وہ ذیشان میخانہ تعمیر کیا کہ طالبانِ شرابِ محبتِ الٰہی دُور دُور سے دوڑے ہوئے آنے لگے۔

ساقیٔ میخانۂ وحدت:

میخانۂ وحدت کے ایک ساقیٔ ذیشان نے کچھ اس انداز سے معرفت کے خم کے خم لنڈھائے کہ دنیا اسے داتا گنج بخش کے نام سے یاد کرنے لگی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ عالیہ کے اس پیر طریقت نے اپنے پیام رشد وہدایت اور تعلیمات سے دین سرور عالم ﷺ کی شاندار خدمت انجام دی۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کی اولین مساعی اور خدمات دینیہ نے وہ فضاء پیدا کی جس کے نتیجے میں وسیع وعریض بت کدۂ ہندو پاک میں انوار ایمان کی جلوت گاہیں اور معرفت کے خلوت کدے تعمیر ہوئے، ٹھوکریں کھاتی انسانیت صراط مستقیم سے آشنا ہوئی اور تڑپتی ارواح کی چارہ سازی کا سامان ہوا۔ ۴۳۹ھ میں ورود لاہور فرمانے والے اس مرد حق نے ۲۶ سال کی طویل مدت تک بنی نوع انسان کی خدمت گزاری کرنے کے بعد ۴۶۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کے وصال فرمانے کے وقت لاہور پر سلطان ابراہیم غزنوی فرمانروا تھا۔

بارگاہ داتا گنج بخش:

سب سے پہلے سلطان نے ہی آپ کا آستانہ تعمیر کروایا۔ حکیم سید امین دہلوی ''تذکرہ'' میں لکھتے ہیں کہ مسجد اور

ڈیوڑھی ایک ارادت مند چودھری دین محمد نے بنوائی۔ اس ڈیوڑھی کے شمالی دروازہ پر خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حسب ذیل قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

اس روضہ کہ بانیش شدہ فیض الست
مخدوم علی راست کہ باحق پیوست
در ہستی نیست شد ہستی یافت
نوان سال وصالش افضل آمد از ہست

داتا دربار کی ڈیوڑھی کے کوچہ سے آگے غلام گردش ہے۔ اس سے کچھ آگے دائیں جانب حضرت خواجہ اجمیر کا حجرۂ اعتکاف ہے۔ سنگ مرمر کی غلام گردش داتا کے مشہور عقیدت کیش میاں شاہنواز نے تعمیر کروائی۔ مزار کا مرمریں تعویذ مبارک بنوانے کی سعادت شہزادہ دارالشکوہ کو نصیب ہوئی۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق درخت کو اکھڑوا کر حوض تعمیر کیا گیا جسے زمانہ مابعد میں مرمر سے بلند کیا گیا۔ برطانوی عہد میں نور محمد سادھو نے گنبد تعمیر کروایا۔ دیواروں پر سنگ مرمر کی سلیں، دروں میں مرمر کی جالیاں اور گنبد پر سبز ٹائیل وغیرہ کا کام کروانے کی عزت مولوی فیروز الدین نے حاصل کی۔ گنبد شریف کا دروازہ، گلی اور ڈیوڑھی کا فرش میاں عبدالحنان اور میاں غلام جیلانی نے بنوایا۔ مزار مبارک کی اطراف کی جالی اور کتبہ چودھری دین محمد کی ارادت مندی کی یادگار ہے۔ گنبد کے اندر کا فرش کسی پارسی عقیدت مند کی نشانی ہے۔ صحن مسجد کی ۱۱۱/۲ ۳ فٹ لمبی اور ۱۹ انچ چوڑی سل بعہد محمد شاہ بادشاہ دہلی نصب کی گئی۔ درگاہ مقدس کے اندر کا حجرہ قدیم اور قلمی قرآن پاک کی جلدوں سے معمور ہے۔ ان میں حضرت عالمگیر اور شیخ سعدی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کلام مجید بھی ہیں۔ دربار داتا سے ذرا فاصلہ پر حضرت بابا فرید کا مقام چلہ کشی ہے۔ آستانہ اقدس کے اندر بہت ہی خوبصورت جھاڑ فانوس کثیر تعداد میں ہیں۔ یہ ارادت مندوں کے نذرانے ہیں۔

الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں:

واقعات زمانہ اور تصدیقات اکابر اولیائے پاک وہند اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں کہ شمس العارفین حضرت داتا گنج بخش جس طرح حیات میں سرچشمہ رشد وہدایت تھے اسی طرح از بعد وصال بھی صاحب جود وسخا ہیں۔ دولت معرفت کے خزانے بخشنے والا کل بھی داتا تھا اور آج بھی داتا ہے۔ حاجت مند اور طالب آج بھی دربار داتا سے فیض پاتا ہے۔ ہر عقیدت کیش داتا کی سخاوت اور فیض کو خوب جانتا ہے۔ کوربین تو صرف گنبد ومزار تک ہی دیکھ سکتا ہے۔ صاحب مزار شیدائے محمد عربی ﷺ کے جمال اور عاشق الٰہی کے جلوہ کو تو دل بینا ہی دیکھ سکتا ہے۔ اللہ

اللہ! وہ عاشق رسول کہ جو ملک معنی کا سردار ہے' اس کے فیضان معرفت کا کیا کہنا؟ واجب التعظیم نعت گوئے سرکار عالم حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نذر عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا:

چونکہ سردار ملک معنی بود
سال وصلش بر آید از سردار ۴۶۵ھ

حضرت داتا گنج بخش کی سیرت کے صفحات شاہد ہیں کہ آپ گم کردہ راہوں کے لیے شمع ہدایت تھے۔ آپ نے معاشرہ کے اسلامی اصولوں کو بہت ہی دلنشین انداز میں پیش کیا۔ انسانی زندگی کو ایک پاکیزہ سانچہ عطا فرمایا اور فکر و نظر کے دھارے کا رُخ شرک کی گزرگاہوں سے وحدت کی طرف پھیر دیا۔ حیات ظاہری کے خدوخال کو درست فرماتے ہوئے باطن کی تطہیر فرمائی۔ یہ سچ ہے کہ آپ کی ذات ان اکابر اولیاء میں سے ہے جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ بلا شک و شبہ آپ امتیازی حیثیت اور منفرد مقام کے مالک ہیں۔ موج نفس سے شمع کشتہ کو روشن کرنے والے داتا کے دل میں عشق رسول کی وہ آگ روشن تھی جس کی معجز نما گرمی سے اصل خرد و دانش بھی حیران و ششدر ہیں۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا:

ذوقِ خدائی رکھنے والے اس واقف سرِ خفی و جلی نے جہاں حقیقت و معرفت کے روئے تاباں سے نقاب اُلٹ کر رکھ دیا وہیں ریاضت و مجاہدہ کے عمیق رموز کی تفہیم کے ساتھ ساتھ مکاشفہ اور مشاہدات کی تجلیات کو بھی نمایاں فرمایا۔ واقعات شاہد ہیں کہ عاشقانِ رسول اور طالبان حق کے لیے آپ کی ذات مشعل ہدایت تھی۔ صاحبان تاج و نگین کو بھی آپ نے نوازا اور گدایان گوشہ نشین کو بھی خزینہ معرفت سے سرفراز فرمایا۔ مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ آپ کے وفات پانے کے ایک طویل عرصہ بعد حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دربار میں حاضری دی۔ روضہ مبارک کے برابر ایک حجرہ میں ۴۰ دن معتکف رہے اور جب آپ نے دربار داتا میں الوداعی حاضری دی تو فیض گنج بخش کی توثیق فرماتے ہوئے یہ شعر کہا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

پاکستان کے خواجہ اول نے بھی آستانہ داتا پر چلہ کشی کی:

برصغیر میں سلسلہ چشتیہ کے پیشوائے اول حضرت بابا فرید گنج شکر نے بھی آستانہ داتا گنج بخش پر چلہ کیا۔ بابا صاحب کی ارادت کا یہ عالم تھا کہ آپ حضرت گنج بخش کے مرقد مبارک پر گھٹنوں اور کہنیوں کے بل رینگتے ہوئے جا کر حاضری دیا کرتے تھے۔ متذکرہ صدر اکابر پیران چشت کے علاوہ متعدد اولیائے کرام سینکڑوں عارفین اور اہل دل عالیان حق کے علاوہ لاتعداد ارادت مندوں نے دربار داتا سے فیض اُٹھایا اور آج بھی یہ دربار جمیع عقیدت مندوں کے لیے ایک بے مثل فیض گستر بارگاہ ہے۔ لاریب ہندو پاک کی دنیا دربار داتا کے فیوض و برکات کے رہین منت ہے۔ سرزمین پاکستان انسانیت کے اس مقدس مربی پر جس قدر فخر کرے کم ہے۔ خداوند کریم آپ کی روح پاک پر رحمتوں کی بارش فرمائے اور آپ کے مزار پُر انوار کو نوع انسان کے لیے تاقیامت سرچشمہ فیض رکھے۔

******

سید ہجویر کے اقبال بھی تھے بانیاز
معتقد تہ دل سے تھے داتا کے وہ دانائے راز

محترم ہیں حق نگاہان حرم اقبال کے
سید ہجویر "مخدومِ امم" اقبال کے

مرقد داتا کو لکھا پیر سنجر کا حرم
یوں کیا واضح مقام سید والا حشم

حضرت داتا کا بھی ان پر تھا غایت التفات
محرمان راز کو معلوم ہیں کچھ واقعات

جو ولی ہے جانتا ہے رتبہ و جاہِ ولی
اولیائے پاک رکھتے ہیں مکمل آگہی

قرآن کی پکار

حامد میر

دور جدید میں امن، رواداری اور روشن خیالی کی اکثر علمی وسیاسی تحریکوں کا مرکز یورپ رہا ہے۔ لیکن حال ہی میں سوئٹزرلینڈ میں ہونیوالے ایک ریفرنڈم کے نتائج نے دنیا بھر کو حیران کر دیا ہے۔ چند دن قبل ہونیوالے ریفرنڈم میں سوئٹزرلینڈ کے ۵۷ فیصد ووٹروں نے اپنے ملک میں مسجدوں پر مینار بنانے کی مخالفت کردی ہے کیونکہ وہ میناروں کو مسلمانوں کی سیاسی طاقت کی علامت سمجھتے ہیں۔ اس وقت سوئٹزرلینڈ میں تقریباً ساڑھے چار لاکھ مسلمانوں کیلئے 160 مساجد ہیں جن میں سے صرف تین مساجد مینار والی ہیں۔ مسلمانوں کو اپنی مسجدوں میں مینار تعمیر کرنے کی اجازت نہ دینا سوئٹزرلینڈ کے اپنے آئین، یورپی یونین کے آئین اور اقوام متحدہ کے چارٹر کیخلاف ہے۔ یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ یورپ میں لبرل فاشزم بڑھتا جارہا ہے کیونکہ یورپ کے ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو صرف سوئٹزرلینڈ میں نہیں بلکہ فرانس، جرمنی، ہالینڈ اور دیگر یورپی ممالک میں بھی مذہبی تعصب کا سامنا ہے۔

سوئٹزرلینڈ کے کیتھولک پادریوں اور یہودیوں کی تنظیموں نے میناروں پر پابندی کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا ہے۔ سوئس اسمبلی نے بھی 50 کے مقابلے میں 129 ووٹوں سے میناروں پر پابندی کو مسترد کر دیا ہے لیکن لبرل فاشسٹ جماعت سوئس پیپلز پارٹی اسلام کو ایک خطرے کے طور پر پیش کر رہی ہے۔ ان دنوں سوئس پیپلز پارٹی کے رہنما کھلم کھلا پاکستان کی مثالیں پیش کر رہے ہیں جہاں مساجد پر خودکش حملے ہو رہے ہیں اور یورپی میڈیا ان حملوں کی ذمہ داری بلیک واٹر پر نہیں بلکہ طالبان والقاعدہ پر ڈالتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں پاکستان کے اندر ہونے والی دہشت گردی سے صرف پاکستان نہیں بلکہ دنیا بھر میں مسلمانوں کا نام بدنام ہو رہا ہے۔

کچھ ہفتے قبل پشاور کے مینا بازار اور چارسدہ کے فاروق اعظم چوک میں کار بم دھماکے ہوئے تو طالبان اور القاعدہ نے ان بم دھماکوں سے اعلان لاتعلقی کیا۔ القاعدہ افغانستان کے نگران مصطفیٰ ابوالیزید نے اپنے بیان میں کہا کہ ان کا ہدف تو صرف وہ لوگ ہیں جو براہ راست لال مسجد، سوات، جنوبی وزیرستان، باجوڑ اور کرزئی اور مہمند میں معصوم وکمزور مسلمانوں کے قتل عام کے ذمہ دار ہیں لیکن ڈالروں کے پجاری نشریاتی ادارے بازاروں اور سڑکوں پر بم دھماکوں کی ذمہ داری طالبان والقاعدہ پر ڈال کر بددیانتی کر رہے ہیں۔ انہوں نے پشاور بم دھماکوں کی ذمہ داری بلیک واٹر پر عائد کی۔ سرحد پولیس کے ذمہ داروں نے بھی مجھے بتایا کہ مینا بازار میں کار بم دھماکہ بھارتی خفیہ ادارے "را" کی کارستانی تھی لیکن راولپنڈی کی پریڈ لائن مسجد میں خودکش حملے کی ذمہ داری تحریک طالبان جنوبی وزیرستان کے امیر ولی الرحمٰن محسود نے قبول کرلی ہے۔ انہوں نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے پریڈ لائن مسجد کو منافقین کی مسجد قرار دیا۔

جس دن اس مسجد پر حملہ ہوا اسی دن مجھے ای میل پر محمد زاہد صدیق مغل کا ایک مضمون بھجوایا گیا جس میں نہ صرف پاکستان کی حکومت بلکہ ریاست کو کافر قرار دیتے ہوئے سوال اٹھایا گیا تھا کہ پاکستان پر جو امریکی حملے جاری ہیں وہ ہماری پارلیمنٹ کی اجازت سے ہو رہے ہیں اور پارلیمنٹ عوام کی نمائندہ ہوتی ہے۔ کیا اس منطق سے ساری پاکستانی عوام حربی نہیں ٹھہری کہ وہ ایک حربی کافر کا ساتھ دے رہی ہے؟ آگے چل کر سوال اٹھایا گیا کہ پاکستانیوں نے امریکی حملوں کے خلاف اتنی چستی کیوں نہیں دکھائی جتنی ایک چیف جسٹس کی بحالی کے لیے دکھائی گئی؟ اس مضمون میں ان علماء پر افسوس کا اظہار کیا گیا جو خودکش حملوں کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں لیکن امریکی ڈرون حملوں پر خاموش رہتے ہیں۔

محمد زاہد صدیق مغل کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہی پاکستانی پارلیمنٹ تھی جس نے اس ریاست کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا، اسی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور اسی پارلیمنٹ نے امریکی ڈرون حملوں کے خلاف متفقہ قرارداد بھی منظور کی لہٰذا آپ اس پارلیمنٹ اور پاکستانی عوام کو حربی کافروں کا ساتھی ثابت نہیں کرسکتے۔ یہ درست ہے کہ حکمران طبقے نے اس پارلیمنٹ کو اختیارات سے محروم کر رکھا ہے اور اس کی قراردادوں پر عملدرآمد نہیں ہوتا لیکن حکمرانوں کے جرائم کی سزا عوام کو دینا کہیں کا اسلام نہیں ہے۔ اگر یہ ریاست طاغوتی قوتوں کی آلہ کار ہے تو پھر آپ نے اس ریاست کے ساتھ مل کر افغانستان میں روسی فوج کے خلاف جہاد کیوں کیا؟ وہ جہاد تھا یا فساد؟

پریڈ لائن مسجد پر حملے سے اگلے روز کئی صحافیوں کو انورالعلوقی کا ایک بیان بھجوایا گیا جس میں پاکستان، صومالیہ اور عرب ممالک کی افواج پر الزام لگایا گیا کہ یہ کافروں کی ساتھی ہیں اور ان فوجوں سے لڑنا اعلیٰ ترین جہاد ہے۔ انورالعلوقی کی عمر 38 سال ہے۔ موصوف نے 11 ستمبر 2001ء سے قبل یمنی حکومت کے خرچ پر امریکہ کی کولوراڈو یونیورسٹی سے انجینئرنگ میں بی ایس سی کیا اور اس دوران ایک مقامی مسجد میں نماز پڑھاتے رہے۔ پھر یمن واپس آگئے۔ اگست 2006ء میں القاعدہ سے تعلق کے الزام میں گرفتار ہوئے اور بدترین تشدد کا نشانہ بنے۔ دسمبر 2007ء میں رہائی کے بعد مسلم ممالک کی حکومتوں کے خلاف جہاد کا درس دیتے رہے اور مارچ 2009ء سے زیر زمین ہیں۔ پڑھے لکھے ضرور ہیں لیکن کسی مستند دینی ادارے کے فارغ التحصیل نہیں اور فتوے جاری کرنے کے مجاز بھی نہیں ہیں۔

خدانخواستہ انورالعلوق کے کہنے پر پاکستانی قوم اپنی فوج کے خلاف اٹھ کھڑی ہو تو سب سے زیادہ خوشی بھارت اور اسرائیل کو ہوگی۔ انورالعلوق کے خیالات دراصل ان مسلمان نوجوانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں جو اپنے حکمرانوں سے خوش نہیں، یا جن پر جیلوں میں تشدد ہوا یا جو پاکستان کے قبائلی علاقوں، افغانستان، کشمیر، فلسطین یا عراق میں بمباری کا نشانہ بنے۔ ان کے عزیز رشتہ دار مارے گئے اور اب یہ جہاد کے نام پر مسلمان فوجیوں اور ان کے بچوں کو مار رہے ہیں۔ حالیہ خودکش حملوں سے یہ تو واضح ہے کہ طالبان اپنی جنگ جنوبی وزیرستان میں نہیں بلکہ پشاور، راولپنڈی، اسلام آباد اور دیگر شہروں میں لڑیں گے۔ یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہوگیا کہ جنوبی وزیرستان پر فوج کا کنٹرول قائم ہونے کے بعد خودکش حملے بند ہوجائیں گے۔ جنوبی وزیرستان کو مقبوضہ کشمیر بنانے کی سازش کامیاب ہوچکی ہے۔ اس سازش کا مقابلہ کرنے کیلئے حکومت کو اپنی حکمت عملی پر نظرثانی کی ضرورت ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ النساء میں کہا گیا کہ جو شخص کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ آیت طالبان اور فوج دونوں کیلئے قابل غور ہے۔ سورۃ الحجرات میں کہا گیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ یہ آیت علمائے کرام کے لیے قابل غور ہے۔ صرف فتوے جاری کرنا کسی مسئلے کا حل نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء اور اہم سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر مربوط حکمت عملی بنائے اور ایک ایسا مصالحتی گروہ بنانے پر غور کرے جو مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی بند کرانے کا راستہ تلاش کرے کیونکہ مسلمانوں کے کئی دشمن اس لڑائی سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وفاقی وزیر داخلہ نے خودکش حملے کرنے والوں کو کرائے کے قاتل قرار دیا ہے۔ وہ قاتلوں کی مذمت تو کرتے ہیں لیکن ان کے کرائے ادا کرنے والوں کا نام کیوں نہیں لیتے؟

پاکستان میں دہشت گردی اسی وقت رکے گی جب ہم مساجد میں بچوں کو قتل کرنے والوں کی مذمت کے ساتھ ساتھ قبائلی علاقوں میں بے گناہ لوگوں کو مارنا بند کریں گے۔ ڈرون حملوں کے خلاف عملی طور پر اٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی مداخلت مسترد کردیں۔ ہم قرآن کی پکار سن لیں تو ہماری اندرونی لڑائی ختم ہوجائے گی لیکن خدانخواستہ ایسا نہ ہوا تو آپس میں لڑنے والے دونوں گروہ آخرکار بیرونی دشمن کے نشانے پر ہوں گے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁
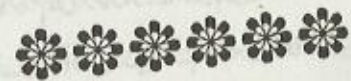
سوئٹزرلینڈ میں لگے ان پوسٹرز پر سوئس جھنڈے پر ایک عورت کو حجاب پہنے اور مسجدوں کے میناروں کو میزائلوں کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔ پوسٹر پر تحریر تھا کہ مسجدوں کے مینار اسلامائزیشن کی نشانی ہیں جس پر پابندی عائد کی جائے۔ یہ وہ پوسٹر تھا جو ریفرنڈم کی حامی جماعت سوئس پیپلز پارٹی نے ریفرنڈم سے قبل ملک بھر میں چسپاں کئے تھے میناروں پر پابندی لگانے والی جماعت نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں مسجدوں کے میناروں پر پابندی لگانا اس لئے ضروری ہے کہ مسجد کے مینار مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا مظہر ہیں جو ایک دن سوئٹزرلینڈ کو اسلامی ریاست میں تبدیل کرسکتی ہے۔ سوئس حکومت نے کہا ہے کہ عوامی رائے کا احترام کیا جائے گا اور آئندہ مساجد کے میناروں کی تعمیر کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

سوئٹزرلینڈ میں گزشتہ دنوں ہونے والے ریفرنڈم کے نتیجے میں سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے مینار تعمیر کرنے پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ ریفرنڈم میں تقریباً 27 لاکھ لوگوں نے حصہ لیا، جن میں 57 فیصد لوگوں نے مساجد کے میناروں کی تعمیر کے خلاف اور 43 فیصد لوگوں نے اس کے حق میں ووٹ دیئے۔ سوئٹزرلینڈ کی کل آبادی 5.7 ملین ہے، جس میں مسلمانوں کی تعداد 4 لاکھ ہے جو کل سوئس آبادی کا تقریباً 6 فیصد ہے۔ عیسائیت کے بعد اسلام سوئٹزرلینڈ کا دوسرا بڑا مذہب ہے اور مسلمانوں کی زیادہ تعداد کا تعلق ترکی اور یوگوسلاویہ سے ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں قائم 160 مساجد میں صرف 3 مساجد کے مینار ہیں مگر ان میناروں پر اذان دینے کی اجازت نہیں۔ مذہبی ریفرنڈم کے اس فیصلے سے وہاں رہنے والے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی کا فیصلہ مسلمانوں کے خلاف نفرت ظاہر کرتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کے لوگوں کو مسلمانوں کا یہاں رہنا قبول نہیں۔

یہ پہلا موقع نہیں، اس سے قبل یورپ کے ایک اور ملک فرانس میں بھی مسلمان خواتین کے اسکارف پہننے پر پابندی عائد کی جاچکی ہے اور وہاں کی حکومت ایسا قانون بنانے پر غور کررہی ہے جس کی رو سے مسلمان خواتین کے

برقع پہننے پر پابندی ہوگی۔ اس کے علاوہ ڈنمارک اور سویڈن میں حضور اکرم ﷺ کے خلاف اہانت آمیز خاکوں کی اشاعت، مسلمانوں کے ساتھ مغربی ممالک میں امتیازی سلوک، گرفتاریاں، چھاپے، اسکارف پر پابندی، سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور خاکوں کی اشاعت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی جیسے واقعات ایک عرصے سے جاری ہیں اور یورپ کے ڈیڑھ کروڑ سے زائد مسلمانوں کو تعصب کا سامنا ہے۔

11 ستمبر کے بعد امریکی صدر بش نے یہ الفاظ کہے تھے کہ ۹/۱۱ کا حملہ دنیا کی تاریخ بدل دے گا۔ یہ جملہ ایک لحاظ سے سچ ثابت ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک ریسرچ کے مطابق اس وقت برطانیہ میں جان (Jhon) کے بعد سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام ''محمد'' ہے۔ یورپ اور امریکا میں اس وقت قرآن پاک سب سے زیادہ ہدیہ کی جانے والی کتاب ہے۔ اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ اسلام مخالف پروپیگنڈے کی وجہ سے غیر مسلموں کے ذہنوں میں یہ تجسس پیدا ہوا کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ اس کے ماننے والے اس پر اپنی جان نچھاور کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے؟ یہ تجسس انہیں قرآن پاک کے مطالعے کی طرف مائل کر گیا جس سے انہیں اسلام کو سمجھنے کا موقع ملا اور وہ اس کی زریں تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ اس کی واضح مثال گوانتا ناموبے جیل میں ایک امریکی سیکورٹی گارڈ ''ہولڈر بروکس'' جس کا اسلامی نام مصطفیٰ عبداللہ ہے کی ڈیوٹی وہاں پر موجود مسلمان قیدیوں پر تشدد کرنے کے لیے لگائی گئی تھی، مگر اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول لیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جتنا آپ اسلام کے ماننے والوں پر تشدد کرو گے اتنا ہی وہ پھیلتا جائے گا اور یورپ اور امریکہ میں اسلام فوبیا کی اصل وجہ یہی ہے۔

پرانے زمانے میں لوگوں کو نماز کے لیے بلانے میں مسجدوں کے میناروں کا بڑا اہم کردار تھا جس کی اونچائی پر کھڑے ہو کر مؤذن اذان دے کر لوگوں کو نماز کی دعوت دیا کرتے تھے مگر دور جدید میں نئی ٹیکنالوجی نے مینار کی ضرورت پوری کر دی ہے، یعنی مینار کے بغیر بھی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے لوگوں تک اذان کی آواز پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے آج کے دور میں مینار مسجد کی تاریخی بناوٹ، اس کی شناخت اور علامت سمجھا جاتا ہے اور ایک مسجد بغیر مینار کے بھی مسجد ہی ہے۔ اگر مساجد کے میناروں کی تعمیر پر پابندی لگتی ہے تو اس سے مسلمانوں کے نماز پڑھنے میں کمی واقع نہیں ہوگی۔ اسلام مخالف لوگ شاید اس چیز سے ناواقف ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے جو ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے اور میناروں پر پابندی عبادت کرنے والوں کو کم نہیں کر سکتی۔ مذہبی بنیاد پر ریفرنڈم کی حامی جماعت کو یہ خوش فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ مساجد کے میناروں پر پابندی لگا کر انہوں نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے، کیونکہ اگر اسی

طرح کا ریفرنڈم کسی بھی مسلم ملک میں کرایا جائے اور مسلمانوں سے یہ رائے لی جائے کہ کیا وہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہیں اپنے ملک میں بنانے کے حق میں ہیں تو ۱۰۰ فیصد مسلمانوں کا فیصلہ اس کی مخالفت میں ہوگا۔ اس کے باوجود ان اسلامی ممالک میں اقلیتوں کو ان کے طرز کی عبادت گاہوں میں مذہبی عبادات کی ادائیگی کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ یورپ ایک عرصے سے واویلا کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں عدم برداشت کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو انتہا پسندوں کا لقب دینے والوں کو خود اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔ جس بیماری کا وجود وہ دوسروں میں ثابت کر رہے ہیں، دراصل وہ خود انتہا پسندی کی بیماری کا شکار ہیں۔ سوئٹزر لینڈ جو کبھی ایک سیکولر اور تمام مذاہب کے لئے ایک پر امن ملک سمجھا جاتا تھا، آج اس نے مذہبی ریفرنڈم کرا کے اپنے اس تشخص کی نفی کر دی ہے اور یہ ریفرنڈم اقلیتوں اور انسانی بنیادی حقوق کے منافی ہے۔ سوئٹزر لینڈ کا یہ اقدام تہذیبوں اور مذاہب کے مابین تصادم کا ایک نیا باب کھولنے کے مترادف ہے۔

اسلامی ممالک کی تنظیم (او آئی سی) جو 57 مسلمان ممالک پر مشتمل ہے اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم ہے کو چاہئے کہ وہ اپنے پلیٹ فارم سے سوئس حکومت سے مساجد کے میناروں پر پابندی کے فیصلے پر نظر ثانی کا مطالبہ کرے۔ اگر مساجد کے میناروں پر پابندی قائم رہتی ہے تو امیر عرب مسلمانوں اور ہمارے حکمران کو چاہیے کہ سوئس اکاؤنٹس میں رکھے تقریباً 400 ارب ڈالر نکال لیں اور سوئٹزر لینڈ میں چھٹیاں گزارنے سے اجتناب کریں۔ مینار پر پابندی محض ایک بہانہ اور ابتدا ہے، دراصل سوئس ووٹرز یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مسلمان مساجد کے میناروں پر پابندی کو کس طرح لیتے ہیں۔ اگر آج اس پابندی کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی تو کل ایک اور ریفرنڈم کرا کے مساجد پر بھی پابندی عائد کی جا سکتی ہے۔

❋❋❋❋❋❋❋

آئمہ وخطباء حضرات توجہ فرمائیں

حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی تمام ائمہ وخطباء سے پُر زور اپیل ہے کہ اپنے خطبہ جمعہ اور دروس میں مسئلہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کو زیادہ سے زیادہ موضوع بنائیں اور امت مسلمہ کے ایمان وایقان کو محفوظ رکھنے کے لیے دینی، سیاسی اور سماجی محاذوں پر فدایان ختم نبوت کے شانہ بشانہ بھرپور جدوجہد فرمائیں۔

خاتم النبیین ﷺ

مولانا مفتی محمد امین، فیصل آباد

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد امین فیصل آبادی کی پیدائش ۱۴ شعبان ۱۳۴۴ھ / ۲۷ فروری ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ حکیم غلام محمد راجپوت کے گھر نوازش آباد لاہور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر اکبر مولانا محمد حنیف سے حاصل کی اور بعد ازاں درس حضرت میاں صاحب شرقپور شریف میں داخل ہوگئے۔ یہاں آپ نے محدث کبیر علامہ غلام رسول رضوی سے اکتساب فیض کیا۔ جب محدث اعظم پاکستان نے فیصل آباد میں درس و تدریس کا آغاز فرمایا تو مفتی صاحب کو آپ کا اولین شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت محدث اعظم کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ انہوں نے آپ کو جامعہ رضویہ فیصل آباد کا پہلا باقاعدہ مفتی مقرر فرمایا۔ اس کے علاوہ جامعہ مسجد سنی رضوی کے اولین امام و خطیب ہونے کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔

طریقت میں آپ نے پہلی بیعت حضرت پیر مقبول الرسول للہ شریف اور دوسری بیعت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد صادق کے دست حق پرست پر فرمائی۔ آپ کو حضرت محدث اعظم اور حضرت خواجہ خواجگان سے خلافت و اجازت بھی حاصل ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے پُرجوش حصہ لیا اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کے ضمن میں "بائیکاٹ کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے تاریخ ساز فتویٰ جاری فرمایا۔ اسی فتوے کو قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے خود ممبران پارلیمنٹ میں تقسیم کیا۔ جب تک صحت کی جولانیوں نے ساتھ دیا آپ نے مرزائیت / قادیانیت کے خوب بخیے ادھیڑے۔ اللہ رب العزت آپ کو صحت کاملہ نصیب فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذی اوفوا بالعھد اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ یعنی میرے نبی محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

اور سب سے آخری نبی ہیں۔

خاتم النبیین کا معنی سب سے آخری نبی' یہ اصطلاحی اور شرعی معنی ہے۔ کچھ لوگ لغوی معنی لے کر دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی فلاں فلاں لغت کی کتاب میں خاتم کا معنی مہر ہے لہٰذا حضرت محمد ﷺ نبیوں کی مہر ہیں، جس پر مہر لگا دیں وہ اللہ کا نبی ہوگا۔ یہ ایسا شیطانی چکر ہے جس سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ ضروریات دین کے منکر ہو کر دوزخ کے حق دار بن گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی امت کو اس شیطانی چکر سے محفوظ رکھے۔ قانون یہ ہے کہ کسی لفظ کا لغوی معنی اسی وقت معتبر ہوگا جب اس کے مقابلہ میں شرعی معنی نہ ہو اور جہاں شرعی معنی موجود ہو وہاں لغوی معنی کا ہرگز' ہرگز اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لیے جائیں گے تو بات کفر تک پہنچ جائے گی۔ جیسے کہ ارکان اربعہ یعنی نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ۔

پہلے ان کے لغوی معنی بیان کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ان کے مقابلہ میں جو شرعی معنی ہیں وہ بیان کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿واقیموا الصلوٰۃ﴾ صلوٰۃ قائم کرو۔ صلوٰۃ کا لغوی معنی ہے دعا کرنا' آگ تاپنا' لکڑی سیدھی کرنا' سرین ہلانا وغیرہ لیکن صلوٰۃ کا شرعی معنی ہے ارکان مخصوصہ یعنی جسم پاک ہو' جگہ پاک ہو اور وقت مخصوصہ کے اندر قیام' رکوع' سجود وغیرہ بجالانا۔

اگر کوئی شخص صلوٰۃ کا شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لے اور کہے کہ میں نے دعا کر دی ہے یا لکڑی سیدھی کر دی ہے لہٰذا میں نے اقیمو الصلوٰۃ پر عمل کر لیا ہے۔ ایسا شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا ہے ﴿یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام﴾ اے ایمان والو! تم پر صوم (روزہ) فرض کر دیا گیا ہے۔ صوم کا لغوی معنی ﴿امساک﴾ یعنی رک جانا اور شرعی معنی ہے صبح صادق لے کر رات تک مفطرات ثلاثہ (کھانا' پینا' جماع کرنا) سے رکے رہنا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس وقت کھانے پینے سے رکا ہوا ہوں خواہ ایک منٹ کے لیے ہو تو میں نے ﴿کتب علیکم الصیام﴾ پر عمل کر لیا ہے۔ لہٰذا ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وآتوا الزکوٰۃ﴾ زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے بڑھنا'

بڑھانا' پاک کرنا اور شرعی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں سے جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے کے بعد چالیسویں حصے کا کسی حق دار کو بغیر کسی معاوضہ کے مالک بنا دینا۔

اگر کوئی شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی مراد لے اور کہے کہ میں نے اپنے مال کو بڑھا دیا ہے لہٰذا میں نے ﴿و آتو الزکوٰة﴾ پر عمل کر لیا تو ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا﴾ اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں پر حج کرنا فرض ہے جس کے پاس استطاعت ہو۔ حج کا لغوی معنی ہے قصد کرنا' ارادہ کرنا۔ حج کا اصطلاحی شرعی معنی ہے احرام باندھ کر حج کے دنوں میں مقامات مقدسہ پر حاضری دینا' نو ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کرنا اور پھر طواف زیارت کرنا وغیرہ

اگر کوئی کہے کہ میں نے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کر لیا ہے لہٰذا میں نے قرآن پاک کے حکم کی تعمیل کر لی ہے تو ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

● یوں ہی قرآن مجید میں ہے ﴿ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين﴾ میرے رسول جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے وہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

یہاں بھی اگر کوئی شخص اصطلاحی شرعی معنی چھوڑ کر لغوی معنی لے اور کہے کہ خاتم کا معنی ہے مہر لہٰذا جس پر محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر لگ جائے وہ نبی ہوگا۔ ایسا شخص ایک دینی ضروری امر کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جائے گا۔

لہٰذا مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس قاعدہ و قانون کو پہچانیں اور اپنے ایمان ضائع نہ کر بیٹھیں بلکہ اپنے سچے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے معنی پر عمل پیرا ہو کر دوزخ سے بچ جائیں۔

﴿احادیث مبارکہ میں لفظ خاتم النبیین﴾

❶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿انا خاتم النبيين لا نبي بعدي﴾ا میں خاتم النبیین ہوں بایں معنی کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

❷ ﴿ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي بعدي﴾٢ بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی لہٰذا میرے بعد نہ تو کسی قسم کا رسول پیدا ہو سکتا ہے اور نہ نبی۔

❸ ﴿كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي﴾٣ بنی اسرائیل کی سیاست اللہ تعالیٰ کے نبی کیا کرتے تھے اور جب کبھی کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہو جاتا لیکن میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

❹ سید العالمین ﷺ نے حیدر کرار مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے فرمایا ﴿انت مني بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه لا نبي بعدي﴾٤ اے پیارے علی! تو مجھ سے ایسے ہے جیسے کہ ہارون علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے مگر سن لو میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

❺ ﴿لا تقوم الساعة حتى ينبعث كذابون دجالون قريب من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله وفي رواية يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي﴾٥ قیامت سے پہلے تقریباً تیس جھوٹے دغا باز ضرور پیدا ہوں گے ان میں سے ہر کوئی گمان کرے گا کہ میں اللہ کا رسول یا نبی ہوں مگر سن لو میں خاتم النبیین ہوں بایں معنی کہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اہل علم جانتے ہیں کہ احادیث مبارکہ میں لا نفی جنس کا ہے اور اس "لا" کے حیز میں جب نکرہ آئے تو وہ مفید حصر ہوتا ہے اور مندرجہ بالا پانچوں احادیث مبارکہ میں لا نفی جنس کا ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ نہ تشریعی' نہ غیر تشریعی' نہ ظلی' نہ بروزی۔

الحمد للہ رب العالمین کہ صحابہ کرام کا متفقہ معنی خاتم النبیین کا آخری نبی ہے اور اس پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے۔ اگر اس معنی میں ذرا بھی لچک ہوتی تو وہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ کبھی جنگ نہ کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہزاروں جانوں کا نذرانہ دے کر ثابت کر دیا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔ پھر تابعین' تبع تابعین' ائمہ دین' اولیاء کاملین' علمائے راسخین کا بھی متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔

﴿چند اہم فتاویٰ﴾

● امام اعظم امام ابو حنیفہ کا فتویٰ

اماموں کے امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کا فتویٰ امام ابن حجر مکی نے الخیرات الحسان میں فرمایا ﴿تنباء

فی زمنه رضی الله عنه رجل قال امهلونی حتی آتی بعلامة فقال من طلب منه علامة کفر لانه بطلبه ذالک مکذب لقول النبی صلی الله علیه وسلم لا نبی بعدی ﴾۶ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس نے کہا مجھے مہلت دو تاکہ میں کوئی نشانی نبی ہونے کی دکھاؤں۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اس سے نشانی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ نشانی طلب کرنے کے سبب رسول اکرم ﷺ کے اس قطعی ارشاد ﴿لا نبی بعدی﴾ کو جھٹلا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے پاکباز اکابر اور آئمہ کو جزائے خیر عطا کرے جو حق و باطل کے درمیان ایک مضبوط بند باندھ گئے ہیں جس سے ہزاروں کا ایمان بچ گیا۔ ﴿فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء﴾

● سیدنا امام غزالی کا فتویٰ

﴿ان الامة فهمت من هذا الفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا وعدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ومن اوله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنعی الحکم بتکفیره لانه مکذب لهذا النص الذی اجتمعت الامة علی انه غیر مؤول ولا مخصوص﴾۷ ساری امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ یہ لفظ بتا رہا ہے کہ رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کے بعد کبھی بھی کوئی نبی نہ ہوگا اور کبھی بھی کوئی رسول نہ ہوگا اور ساری امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ جو کوئی کسی تاویل سے تخصیص کرے تو ایسے شخص کی بات محض بکواس ہے۔ ایسا شخص کافر ہے۔ اس کے حکم تکفیر سے کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ ایسا شخص اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ اس میں نہ تاویل ہے نہ تخصیص۔

● امام یوسف شافعی کا فتویٰ

﴿من ادعی النبوة فی زماننا وصدق مدعیا لها او اعتقد نبیا فی زمانه ﷺ او قبله من لم یکن نبیا کفر﴾۸ جو شخص ہمارے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرے یا دوسرے کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے یا سید العالمین ﷺ کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی غیر نبی کو نبی مانے وہ کافر ہو جائے گا۔

● امام نسفی اور امام اسماعیل حقی کا فتویٰ

﴿صنف من الروافض قالوا ان الارض لا یخلو من نبی والنبوة صارت میراثا لعلی واولاده وقال اهل السنة والجماعة لا نبی بعد نبینا صلی الله علیه وآله وسلم لقوله تعالیٰ

ولکن رسول الله وخاتم النبیین وقوله صلی الله علیه وسلم لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانه انکر النص وکذالک لو شک فیه﴾ ۹ رافضیوں کا ایک گروہ کہتا ہے کہ زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت حضرت علی اور ان کی اولاد کے لیے میراث ہو گئی ہے۔ لیکن اہلسنت وجماعت نے فرمایا ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے حبیب رسول ہیں اور سب سے آخری نبی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ﴿لا نبی بعدی﴾ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا لہٰذا جو شخص نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی کو نبی مانے وہ کافر ہے کیونکہ وہ قرآن مجید کی نص صریح کا منکر ہے۔ یوں ہی اگر کسی نے ختم نبوت میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

● علامہ ابوشکور سالمی کا فتویٰ

﴿قالت الروافض ان العالم لا یکون خالیا من النبی قط وهذا کفر لان الله تعالیٰ قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوة فی زماننا فانه یصیر کافراً ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافراً لانه شک فی النص﴾۱۰ رافضی (ایک گروہ) کہتے ہیں دنیا نبی سے خالی نہ رہے گی اور یہ قول کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے ﴿وخاتم النبیین﴾ لہٰذا اب جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور جو ایسے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ اس نے نص میں شک کیا۔

الحاصل اساطین اسلام علماء و مشائخ و محدثین کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہمارے نبی رحمۃ للعالمین ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

﴿والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید العالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین﴾

﴿حوالہ جات﴾

۱ سنن ابوداؤد
۲ جامع ترمذی
۳ صحیح بخاری
۴ ایضا
۵ صحیح بخاری وصحیح مسلم
۶ جزاء اللہ عدوہ صفحہ:۷۷
۷ ایضا، صفحہ:۸۲
۸ ایضا
۹ ایضا، صفحہ:۸۵
۱۰ ایضا

* * * * * * * *

عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

عالم اسلام کے معروف ومقبول' صاحب فکر ودانش پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب اہل پاکستان کے لیے جانی پہچانی شخصیت کے حامل ہیں۔ پروفیسر صاحب کی زندگی کا اکثر حصہ درس وتدریس میں گزرا ہے۔ آپ اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور کے پرنسپل رہے ہیں اور ملک وبیرون ملک میں آپ کے ہزاروں شاگرد ملک و ملت کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ درجنوں طلباء نے آپ کی زیر نگرانی ڈاکٹریٹ (P.H.D) کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس وقت بھی آپ کئی تعلیمی اداروں سے وابستہ ہیں اور وہاں طلباء کو ادب عربی میں اپنی خدمات سے مستفید فرما رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے درج ذیل مضمون میں مسئلہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کو بڑے احسن پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

نبوت اور رسالت اللہ تعالیٰ کا ایک جچہ تلا، فیصل شدہ ازلی اور ابدی نظام ہے۔ انسانیت کی تخلیق کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے روز ازل ہی سے اس انسان جہول وزلول کی رہنمائی کا سامان بھی کر دیا تھا۔ ازل میں حضرت ربانی کی عجب محفل تھی۔ جب اللہ رب العزت نے ارواح انبیاء علیہم السلام کو اس ازلی مقدس مجلس میں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم سب میرے نبی اور رسول تو ہو گے' تمہیں اپنے اپنے وقت میں میرا پیغام حق اپنے ابنائے جنس تک پہنچانا ہوگا۔ لیکن میری اس نبوت ورسالت کا نقطہ آغاز اور مرحلۂ اختتام دونوں کا تعلق میرے محبوب نبی سے ہے۔ جس کے نور کو میں نے بہت پہلے تخلیق فرمایا اور جسے نور نبوت عام کرنے کے لئے سب سے آخر میں بھیجوں گا۔ میرے اس محبوب رسول کا منصبی فریضہ ہوگا کہ وہ میری ذات اور صفات کی صحیح پہچان کروائے گا۔ میرا پیغام حق صحیح صحیح طور پر انسانوں تک پہنچائے گا۔ مگر اس کا یہ کام بھی ہوگا کہ وہ میرے اس نظام نبوت ورسالت کی تصدیق اور تکمیل کے دونوں کام کرے گا۔

اس عدالت ازلی کا فیصلہ یہ تھا کہ ہر نبی کب اور کہاں آنا تھا یہ پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا۔ اسے یہ بھی علم

تھا کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی نبی یا رسول موجود ہو سکتا ہے' ایسے میں میرے محبوب رسول کی نبوت ورسالت چونکہ نقطۂ آغاز بھی ہے اور مرحلۂ اختتام بھی۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام درمیانی عرصے میں منصب نبوت کو نبھاتے رہیں گے مگر خلق میں اوّل اور ظہور میں آخر نبی کی آمد کے بعد سب نبیوں کا کام ختم ہو چکا ہوگا۔ اب صرف اسی میرے محبوب رسول کی نبوت ورسالت کا دور ہوگا جس نے سب انبیاء سابقین نبوتوں کی تصدیق بھی کرنی ہے اور منصب نبوت ورسالت کو عروج تک بھی پہنچانا ہے۔ اگر کوئی نبی ایسے مرحلے میں پایا بھی گیا تو اس کا کام صرف میرے محبوب رسول کی تائید اور حمایت اور اس پر ایمان لا کر اتباع کرنا ہوگا۔

اللہ کے اس نظام نبوت ورسالت میں نہ کوئی رخنہ اندازی گوارہ ہوگی اور نہ کوئی محنت ومشقت یا آرزو' وتمنا کی بنیاد پر اس منصب کو پا سکے گا۔ نبوت ورسالت کی یہی حقیقت ہے جسے بعض لوگ نہیں سمجھ سکتے اور اس نظام کو پراگندہ کرنے کے لئے نبی اور رسول ہونے کے دعوے کی جسارت کرتے رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جس طرح اللہ کے محبوب ورسول ﷺ کی شریعت محفوظ ہے اس طرح کوئی شریعت محفوظ نہیں ہے۔ جس طرح یہ کامل اور جامع ہے اس طرح کوئی نبوت اور رسالت کامل اور جامع بھی نہ تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی نبوت ورسالت کی موجودگی میں کسی آنے والے نے کیا کرنا ہے؟ کیا دینا ہے؟ یا کیا لینا ہے؟

مگر کیا کیا جائے ان حاسدین اور معاندین کا جو بنو اسرائیل کی بجائے بنو اسمٰعیل میں آخری نبوت کے نازل ہونے پر حسد اور مفاد میں جل اٹھے اور اس رسالت کے پیغام کو روکنے، نقصان پہنچانے اور محو کر دینے کی شیطانی جسارت میں مبتلا ہو گئے۔ عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ میں ان حاسدین ومعاندین نے جو فتنے اور فساد برپا کیے ان سے دنیا واقف ہے' بعد کی صدیوں میں بھی انہی عناصر نے لوگوں کو اکسا اکسا کر یا بہلا پھسلا کر نبی بننے کی جسارت پر آمادہ کرتے رہے۔ بیسویں صدی میں بھی ان حاسدین ومعاندین اور ان کے ہم نوا شیطانوں نے بعض لوگوں کو نبوت کا دعویٰ کرنے پر اکسایا مگر سب ناکام ہوئے۔ صرف ایک مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کی سلطنت اور حمایت میں امت مسلمہ میں تفرقہ اور فساد ڈالنے پر تلا رہا۔ عجب بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے کئی دعوے کیے۔ پہلے امام اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا پھر مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کے دعوے کئے اور بالآخر یہ پکار اٹھے۔

؎ منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم احمد و محمد کہ مجتبیٰ باشد

یوں سب کی ٹوپیاں اتار کر اپنے سر پر رکھنے کے مضحکہ خیز دعووں کا اعلان کیا۔ یہ بھی ایک انوکھی بات ہے کہ کسی

نام نہاد نبی کے پیروکاروں نے اس کے مرنے کے بعد اس کی نبوت و رسالت میں شک یا اختلاف نہیں کیا لیکن مرزا صاحب کے پیروکار انوکھے تھے اور انوکھے ہیں' یہ لوگ مرزا صاحب کی جسارت کو سامنے رکھتے ہوئے ٹوپیاں اور لباس تلاش کرتے رہتے ہیں۔ کوئی اپنے مرنے والے اس بزرگ کے سر پر رکھ دیتے ہیں اور کوئی لباس اپنے ایرے غیروں کو پہنا دیتے ہیں۔ ان کی آرزو یہ ہے کہ کسی وقت سب کچھ ان کا اور ان کے مرزا صاحب کا ہو جائے ورنہ مرنے کے بعد نبی کا نام بدلنے کا کیا تُک ہے۔ لوگ شوق سے اپنے نام بدلتے ہیں اور اس کا حق ہے مگر اپنے مرے ہوئے باپ یا دادا کا نام درست کر دینے کی شرمناک جسارت آج تک کسی نے نہیں کی۔ مگر قادیانی اب ''مرزا'' اور ''غلام'' کے الفاظ حذف کر کے صرف احمد، یا احمد موعود یا مسیح موعود کے اسماء والقاب کا ہنگامہ کھڑا کیے رکھتے ہیں۔

اس گروہ کے لوگوں نے اپنے پرانے آقائے ولی نعمت یعنی انگریز بہادر کا سہارا لینے کی بڑی کوشش کی مگر انگریز کو اب اس کی ضرورت نہ تھی' اس لئے یہ سہارا حاصل کرنے میں بری طرح ناکام ہوئے۔ البتہ گمراہی پھیلانے کے لئے حسب سابق مختلف گوشوں میں سرگرم رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی (قادیانی) اللہ کے محبوب و رسول ﷺ کے ازلی دشمنوں یعنی یہودیوں کا سہارا حاصل کرنے میں کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ یہودی روئے زمین سے اسلام اور مسلمانوں کو نابود کر دینے کی آرزو پالتے چلے آ رہے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کو بگاڑ کر دنیائے انسانیت میں ان کے خلاف نفرت اور حقارت عام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اب یہ قادیانی حضرات بھی ان کے ساتھ شامل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں مگر حشر دونوں کا وہی ہے جو چودہ صدیوں سے ہو رہا ہے۔ اب بھی انجام کار اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی دین کو غالب کرنا ہے' کسی گورے کالے کے گھڑے ہوئے ڈھکوسلے کو حسرت ناکام کے علاوہ کچھ ملنے والا نہیں۔

****

پروفیسر مغیث الدین شیخ

﴿صدر شعبہ ابلاغیات' پنجاب یونیورسٹی﴾

ملت اسلامیہ سے جھٹک دیے جانے کے باوجود قادیانیت ایک ایسا ناسور ہے جو اپنے غلیظ عقائد و نظریات کے ماتھے پر اسلام کا لیبل چپکائے رکھنے پر اصرار کرتا ہے۔ عالمی صیہونی تحریک کا آلہ کار' یورپ کا تربیت یافتہ اور اسرائیل نواز یہ گروہ دراصل اپنے مغربی آقاؤں کے مخصوص مقاصد و مفادات کی خاطر امت مسلمہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لیے مسلمانوں سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا۔ ﴿14 اگست 1989ء﴾

امیر محترم حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی صاحب کے فرمان کے مطابق ماہنامہ العاقب میں نوخیز قلم کاروں کے لیے چند صفحات خاص کیے گئے ہیں۔ محمد ابوبکر رضا کی طرح تمام قارئین کو اس سلسلے میں طبع آزمائی کے لیے دعوت خاص ہے۔ محمد ابوبکر رضا جامعہ نظامیہ رضویہ کے فاضل اور علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ موصوف نے پہلی مرتبہ اپنے خیالات کو مربوط انداز میں ضبطِ تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی خاص گاؤں' بستی' قوم یا علاقے کے لیے رسول بن کر مبعوث نہیں ہوئے بلکہ آپ پوری دنیا کے لیے اور ہر زمانے کے لیے نبی بن کر تشریف لائے۔ خداوند قدوس نے نبی کریم ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔ نبی غیب دان ﷺ نے اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد یہ پیشن گوئی ارشاد فرمائی کہ میرے بعد تیس (۳۰) کذاب و دجال آئیں گے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔

آج ہم اگر تاریخ کے اوراق پلٹیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ان دجالوں میں سے اکثر نے اپنی باطنی خباثت کو لوگوں کے سامنے آشکارا کر دیا ہے۔ کذابین کی اس لسٹ میں سرفہرست جو نام نظر آتا ہے وہ مسیلمہ بن حبیب کا ہے جو تاریخ میں مسیلمہ کذاب کے نام سے مشہور ہوا۔ مسیلمہ کذاب نے دور رسالت مآب میں ہی حضور اکرم ﷺ کی صداقت کو واضح کرنے کے لیے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دنیا میں ظاہری آخری ایام تھے جب مسیلمہ کی خباثت لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئی۔ مسیلمہ کذاب میں بذات خود ایسی کوئی بات نہ تھی جو اس کی تقویت و تشہیر کا باعث بنتی البتہ اس کی قوت کا باعث اس کے قبیلے بنوحنیفہ کا ''نہار الرجال'' نامی شخص تھا۔ یہ شخص مدینے میں آیا اور بظاہر اسلام قبول کیا۔ بعد میں صفہ یونیورسٹی میں رہ کر اسلامی احکامات سے آگاہی حاصل کرنے لگا' جب وہاں سے سند فراغت

حاصل کی تو حضور ﷺ نے اسے اپنے قبیلے میں جا کر تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا۔

جب مسیلمہ نے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا تو یہ بھی ارتداد کرتے ہوئے اس کے گروہ بد میں بطور مشیر شامل ہوگیا۔ اس کے جہنم میں استقرار و دوام کے لئے تو یہی عمل کافی تھا لیکن اس نے درجات جہنم کو بڑھانے کے لیے ستم بالائے ستم کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی طرف ایک جھوٹا قول منسوب کردیا کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''مسیلمہ میرے ساتھ نبوت میں شریک ہے''۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

بنو حنیفہ کے لوگوں کے علم میں جب یہ بات آئی کہ نہار الرجال' نبی کریم ﷺ کے قول کے مطابق اس کی نبوت کی تصدیق کررہا ہے تو بنو حنیفہ کے سارے لوگ مسیلمہ کا دعویٰ نبوت قبول کرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بھاری جمعیت مسیلمہ کی تائید میں کھڑی ہوگئی۔

خلیفۃ الرسول' امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مختلف بغاوتیں اور ارتدادی فتنے سر اٹھا رہے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان بغاوتوں اور ارتدادی فتنوں کی سرکوبی کے لئے عساکر اسلامیہ روانہ کئے۔ ان عساکر میں سے جو لشکر مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے یمامہ کی سرزمین کی طرف روانہ کیا گیا اس کی کمانڈ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کے ہاتھ میں تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک اور لشکر ان کی کمک اور مدد کے لیے حضرت شرجیل بن ابی حنفیہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ مسیلمہ شاطر دماغ تھا چنانچہ اس نے دونوں لشکروں کو ملنے نہ دیا اور یکے بعد دیگرے دونوں سے ٹکر لے کر دونوں کو پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو کسی اور محاذ پر منتقل کر دیا اور حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ یمامہ کے قریب ہی پڑاؤ ڈال کر اگلے حکم کا انتظار کریں۔

چونکہ دو اسلامی لشکر مسیلمہ کذاب کے بھاری بھرکم لشکر سے پسپائی اختیار کرچکے تھے اس لئے اب کسی عام سالار کو مسیلمہ کے مقابلے میں روانہ کرنا درست نہ تھا۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بار اللہ کی تلوار کو بے نیام کیا اور مسیلمہ کے مقابلے میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمامہ جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ یہ ایسی تلوار ہے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمن کا سر قلم کردے گی اور اس کی قوت کا شیرازہ بکھیر دے گی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنا لشکر ساتھ لیا اور طوفان کی طرح یمامہ کی طرف بڑھے۔ راستے سے حضرت

شرجیل رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ساتھ لیا اور شیر کی طرح یمامہ پر جا جھپٹے۔ مسیلمہ کا لشکر یمامہ کے علاقے عقرباء میں جمع تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچے اور دونوں لشکروں نے اپنی صفیں سیدھی کرلیں۔

یہ دن تاریخ کا اہم ترین دن تھا کہ اہل اسلام اور متنبی یمامہ کا مقابلہ ہونے والا تھا۔ پورے عرب کی نظریں یمامہ کے میدان پر جمی ہوئی تھیں بلکہ ایران کے لوگ بھی بڑی بے صبری کے ساتھ اس جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے۔ مسیلمہ کذاب کے لشکری اس یقین کے ساتھ میدان میں آئے تھے کہ فتح ان ہی کا مقدر ہے چاہے اس کے لیے انہیں اپنی جانیں کیوں نہ قربان کرنی پڑیں اس کے علاوہ انہیں اپنی عددی فوقیت پر بھی بڑا گھمنڈ تھا۔

دوسری طرف مسلمان اپنے گھربار چھوڑ کر کوسوں میل دور اس جذبے کے ساتھ آئے تھے کہ اللہ کے دین کی حفاظت ان کے لیے فرض عین ہے اور اس لشکر کی کمانڈ اس سالار کے ہاتھ تھی جس پر رسول خدا ﷺ کو فخر تھا اور جو بلا شبہ اس زمانے میں سالار اعظم تھا' جس کا نام ہی دشمنوں کے چھکے چھڑانے کے لیے کافی تھا۔

جنگ کے آغاز سے قبل ابن مسیلمہ لشکریوں میں گھوم پھر کر ان کو غیرت دلا کر مورال بلند کرنے کے لیے پرجوش انداز میں باتیں کررہا تھا اور ان الفاظ کے ساتھ ان کے جذبات ابھار رہا تھا کہ ''اے بنو حنیفہ! آج تمہاری غیرت کا امتحان ہے اگر تم شکست کھا گئے تو تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنالیا جائے گا' تمہاری بیویوں کے نکاح زبردستی دوسروں سے کردیے جائیں گے۔ اپنے حسب و نسب اور اپنی عورتوں کی عزت بچانے کے لیے مسلمانوں کو مار ڈالو''۔

دوسری طرف مسلمانوں میں یہ بحث چھڑ گئی کہ آیا مہاجرین و انصار بہادر ہیں یا اہل بادیہ (دیہاتی لوگ)۔ مہاجرین و انصار کا دعویٰ تھا کہ ہم ماہر جنگ ہیں جبکہ بدوی کہتے کہ مکہ و مدینہ کے لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ جنگ کسے کہتے ہیں؟

جب جنگ کے طبل بجادیے گئے' تلواروں کو بے نیام کرلیا گیا اور جنگ کا آغاز ہوگیا تو اس فخر و مباہات کا نتیجہ بھی سامنے آگیا کہ مسلمانوں کا وہ اتحاد جو دشمنوں کو ناکوں چنے چبوا دیتا تھا وہ کمزور پڑ چکا تھا۔ اس وجہ سے بنو حنیفہ کچھ دیر کے لیے اپنا پلہ بھاری کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ مسلمان اپنی صفوں میں پیچھے ہٹتے چلے گئے اور مسیلمہ کذاب کے لشکری فتح و کامرانی کے نشے میں مست آگے بڑھتے بڑھتے مسلمانوں کے خیموں تک پہنچ گئے۔

پیچھے ہٹنے اور کے باوجود مسلمانوں نے اس پہلے ہلے میں مسیلمہ کذاب کے سینکڑوں آدمیوں کو قتل کردیا۔ ان قتل ہونے والوں میں سب سے پہلا مقتول وہی نہار الرجال تھا جس نے فتنہ مسیلمہ کو تقویت دی تھی۔ اس مردود کو واصل

جہنم کرنے کی سعادت خلیفہ دوم، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔

مسلمانوں کی وقتی پسپائی کے باوجود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے عزم و استقلال میں کمی آئی نہ اُن کے دل میں شکست کا خیال پیدا ہوا۔ انہوں نے بھانپ لیا کہ اس وقتی پسپائی کی وجہ وہی بیان بازی اور تفاخر ہے جو مسلمانوں کے دو گروہوں میں پیدا ہو چکا تھا۔ اس موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جنگی مہارت و فراست نے کام دکھایا۔ آپ نے اعلان کر دیا کہ: ''مسلمانو! علیحدہ علیحدہ ہو کر جنگ کرو تا کہ معلوم ہو جائے کہ کس قبیلے نے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کیا ہے''۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اس حکمت عملی کا اثر تھا کہ مسلمانوں نے اس کارِ خیر میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کے لیے اور مسیلمہ کذاب کے لشکر کو زیر کرنے کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ جوش و خروش سے حملے کیے اور گروہ مسیلمہ کو بتا دیا کہ ابھی تک کوئی مائی کا لعل پیدا نہیں ہوا جو محمد عربی ﷺ کے غلاموں کو شکست دے سکے۔

انصار مدینہ کے ایک سردار حضرت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف منہ کر کے کہا کہ جس کی یہ عبادت کرتے ہیں، میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے ایسا پُر جوش حملہ کیا کہ کئی دشمنانِ خدا واصل جہنم ہوئے۔ حضرت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ ایسا لڑے کہ ان کے جسم کا شاید ہی کوئی ایسا حصہ ہو جہاں پر زخم نہ لگا ہو چنانچہ آپ جانبازی سے لڑتے لڑتے اور فرشتوں سے دادِ تحسین وصول کرتے جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

اسی طرح صنادیہ عرب (عرب قبائل) میں سے ایک بہادر حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کو کمزور پڑتے دیکھا تو کود کر تیزی سے ان کے سامنے آئے اور بآواز بلند پکارے ''میں براء بن مالک ہوں، مسلمانو! میری پیروی کرو''۔ آپ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر دشمنوں سے ایسا جہاد کیا کہ ان کو ان کے اصلی مقام پر لا کھڑا کیا۔

دورانِ جنگ تیز آندھی چلنے لگی جس کی وجہ سے ریت اُڑ اُڑ کر مسلمانوں کی آنکھوں میں پڑنے لگی اور جنگ کو جاری رکھنا دشوار لگنے لگا۔ لوگوں نے اس کا ذکر حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ: ''مسلمانو! نظریں نیچی کر لو اور ثابت قدمی سے لڑو''۔ پھر خداوند قدوس کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''واللہ! میں آج اس وقت تک کسی سے کلام نہیں کروں گا جب تک فتح حاصل نہ ہو جائے یا مجھے شہادت کا رتبہ نہ مل جائے''۔ پھر آپ بے جگری سے لڑے اور بیسیوں مردودوں کا خاتمہ کیا یہاں تک کہ خود مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

تمام مسلمانوں نے اسی طرح جوش و خروش سے لڑنے کا عزم کیا اور شجاعت و بہادری کے ایسے باب صحیفہ تاریخ میں رقم کیے کہ دنیا کی نظریں ادب سے جھک گئیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے کانوں میں جب یہ بلند و بالا پُر جوش آوازیں گونجیں تو انہیں اپنی فتح کا کامل یقین ہو گیا لیکن وہ چاہتے تھے کہ فتح کا حصول حتی الامکان جلد ہو جائے تا کہ زیادہ خون خرابہ نہ ہو۔ میدانِ جنگ کا جائزہ لینے پر آپ کو نظر آیا کہ بنو حنیفہ کے لوگ مسیلمہ کذاب کے گرد منڈلا رہے ہیں اور اس کی حفاظت اپنی جان سے بھی بڑھ کر رہے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمانوں کی فتح و کامرانی کا راز اور اس جنگی آپریشن کا اختتام مسیلمہ کذاب کی موت پر ہے چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر مسیلمہ کے محافظین پر حملہ آور ہوئے۔ اُدھر مسیلمہ کے محافظوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنا کر آپ پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے۔ آپ ان کے بس میں کہاں آتے، اُلٹا جو بھی آپ کے سامنے آتا اپنا سر کٹوا بیٹھتا۔

مسیلمہ کذاب نے جب دیکھا کہ اس کے حواریوں کی تعداد بسرعت کم ہوتی جا رہی ہے اور مسلمان تیزی سے ان کو قتل کیے جا رہے ہیں تو اس نے خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آنے کا ارادہ کیا لیکن معاً خیال آیا کہ اگر مقابلہ کیا تو لامحالہ مارا جاؤں گا۔ مسیلمہ اسی پریشانی میں تھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھیوں پر ایک زوردار حملہ کیا تو وہ چلا کر اپنے گرو مسیلمہ کذاب کو بولے کہ: ''آپ کے وہ وعدے جو آپ نے اپنی فتح کے متعلق کیے تھے کہاں گئے''؟ اس وقت تک مسیلمہ کذاب کا حوصلہ جواب دے چکا تھا اور اس نے میدانِ جنگ سے فرار کا عزم صمیم کرتے ہوئے اپنی قوم سے کہا: ''اپنے حسب و نسب کے لیے لڑتے رہو'' اور خود مسیلمہ بھاگ گیا۔

اب بنو حنیفہ میں اتنا دم خم کہاں تھا کہ ان کا سردار مسیلمہ کذاب ان کو مسلمانوں کی تلواروں کے سپرد کر کے راہِ فرار اختیار کر چکا تھا چنانچہ انہوں نے بھی میدانِ جنگ سے پیٹھ دکھانی شروع کر دی۔ اس وقت بنو حنیفہ کے ایک حاضر دماغ اور بہادر سردار محکم بن طفیل نے پکار کر کہا: ''بنو حنیفہ! باغ میں داخل ہو جاؤ''۔ چنانچہ سارے بھاگنے والوں کا رخ باغ کی طرف ہو گیا۔ جس باغ میں مسیلمہ کذاب چلا گیا تھا اسی باغ میں اس کے سارے چیلے بھی گھستے چلے گئے۔

محکم بن طفیل اپنے چند ساتھیوں کو لے کر مسلمانوں کے مقابلے میں آ گیا تا کہ مسلمان بھاگنے والوں کا

تعاقب نہ کرسکیں چنانچہ لڑتے لڑتے مسلمانوں نے اسے بھی اس کے ساتھیوں سمیت جہنم واصل دیا۔

مسلمانوں نے مکمل فتح کے حصول کے لیے اس باغ کا محاصرہ کرلیا جس میں بنو حنیفہ اور مسیلمہ کذاب چھپ چکے تھے۔ یہ طویل و عریض باغ مسیلمہ کذاب کی ملکیت تھا اور قلعوں کی طرح اس کے چاروں طرف مضبوط دیواریں تھیں۔

انتہائی کوشش کے باوجود مسلمان باغ کی دیواروں میں کوئی ایسی جگہ تلاش نہ کر سکے جہاں سے وہ باغ میں داخل ہو کر اپنی فتح کو یقینی بنا سکیں۔ آخر کار وہی براء بن مالک رضی اللہ عنہ جو پہلے داد تحسین وصول کر چکے تھے آگے بڑھے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ: ''مجھے باغ کے اندر پھینک دو' میں دروازہ کھول دوں گا'' لیکن مسلمان کہاں راضی ہو سکتے تھے کہ ان کے ایک نڈر اور بے باک ساتھی کو دشمنوں کے ہاتھوں کوئی گزند پہنچے۔ مگر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے اصرار کرنا شروع کردیا اور کہنے لگے ''میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے باغ کے اندر پھینک دو''۔

اب مسلمانوں نے قسم کی وجہ سے مجبور ہو کر ان کو دیوار پر چڑھا دیا۔ دیوار پر چڑھ کر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جب دوسری طرف جھانکا تو ٹھٹکے لیکن پھر اللہ کا نام لے کر دوسری طرف کود پڑے اور دشمنان رسول ﷺ سے دو دو ہاتھ کرتے' دائیں بائیں اُن کو مارتے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ آپ بیسیوں آدمیوں کو واصل جہنم کرنے کے بعد دروازے پر پہنچے اور بڑی پھرتی سے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔

مسلمان جو دروازہ کھلنے کے ہی منتظر تھے' دروازہ کھلتے ہی اندر داخل ہو گئے۔ اب گاجر مولی کی طرح نبی کریم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کے پیروکاروں کے سر کٹنے لگے۔ بنو حنیفہ نے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی ایک نہ چلی۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ جن سے جنگ اُحد میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا جرم سرزد ہوا تھا اور پھر فتح مکہ کے موقع پر بصورت قبول اسلام اس جرم سے معافی کا پروانہ ملا تھا' اس جنگ میں مجاہدین کی صف میں شامل تھے۔ انہوں نے مسیلمہ کذاب کو دیکھا تو اپنا خطرناک ہتھیار چھوٹا سا نیزہ جسے وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے تاک کر مسیلمہ کذاب کو مارا جو سیدھا اس کے سینے میں جا کر پیوست ہو گیا۔ اسی وقت ایک انصاری صحابی نے بھی اپنی تلوار کا وار مسیلمہ کذاب پر کیا۔ ان دونوں ضربوں نے اس دھرتی کو مسیلمہ کذاب کے ناپاک وجود سے پاک کر کے اسے جہنم کی راہ دکھلادی۔

جنگ کے بعد اکثر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ معلوم نہیں مسیلمہ کو کس نے قتل کیا لیکن اگر مسیلمہ کو دوبارہ زندگی ملتی تو وہ یہی کہتا کہ مجھے اس سیاہ فام غلام نے قتل کیا ہے۔

جب بنو حنیفہ نے مسیلمہ کی موت کی خبر سنی تو ان کے [illegible] جو پہلے ہی دم توڑ رہے تھے بالکل جواب دے گئے۔ ان میں سے جس کا جدھر منہ تھا وہ اسی طرف بھاگ گیا۔ عرب میں اس سے پہلے اتنی خونریز جنگ کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس باغ کا نام جنگ سے پہلے ﴿حدیقۃ الرحمن﴾ تھا لیکن جنگ کے بعد ﴿حدیقۃ الموت﴾ پڑ گیا۔

باغ کا معرکہ ختم ہونے پر سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے چہار اطراف میں اپنے فوجی دستوں کو روانہ کیا تاکہ جو لوگ باغ سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ان کو اس دنیا سے بھگا کر مسیلمہ کذاب کے پاس پہنچا دیا جائے۔ جب جنگ ختم ہوئی تو ایک قیدی کے ذریعے مسیلمہ کی لاش بھی پہچان لی گئی۔ اس کی لاش کو دیکھ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ ہے وہ شخص جس نے تمہیں گمراہ کر کے ایک عظیم فتنہ برپا کر دیا؟''۔

یہ جنگ تاریخ میں ''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہوئی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ پہلی عظیم الشان فتح تھی جو مسلمانوں کو ملی۔ اس جنگ میں مسیلمہ کا آدھے سے زیادہ لشکر اس کے ساتھ اس دنیا کو چھوڑ گیا جس کی تعداد اکیس ہزار (21000) کے قریب ہے۔

مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے اس عظیم الشان مہم میں تقریباً 1200 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مرتبہ شہادت حاصل کیا۔ ان میں سے 370 مہاجرین' 300 انصار مدینہ اور باقی مختلف قبائل کے لوگ تھے۔ ان شہداء میں تقریباً 700 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفاظ تھے جن کی شہادت سے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔

اس جنگ میں جھوٹے نبی کو اس کے باطل دعوے کے ساتھ مٹی میں ملا دیا گیا۔ تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ جس ولد الحرام نے بھی نبی کریم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں کی ناپاک لڑی کا حصہ بننے کی کوشش کی اس کو مع اس کے متبعین اس کے ازلی ٹھکانہ جہنم میں پہنچا دیا گیا۔ ان وقتوں میں مسلم حکمران برسر اقتدار تھے جن کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع جل رہی تھی لیکن قادیانیوں کا نبی مرزا گاما کانا اُس وقت کی انگریز حکومت کی ملی بھگت سے نبوت کی خود ساختہ کرسی پر براجمان ہوا تھا۔ اسی لیے اس فتنے پر قابو نہ پایا جاسکا اور وہ اپنے باطل عقائد و نظریات اور مذموم سرگرمیوں کی وجہ سے اسلام میں ایک ناسور کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ رب ذوالجلال سے عاجزانہ التجاء ہے کہ وہ ہمیں کوئی ایسا صالح حکمران عطا کرے جو قادیانیوں سمیت تمام باطل فتنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور اس دھرتی کو ان کے ناپاک وجود سے پاک فرمائے۔ ﴿آمین بجاہ الآخر الانبیاء والمرسلین ﷺ﴾

****

فتنۂ قادیانیت

مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی

مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی' دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی' انڈیا کے صدر مدرس اور معروف مقرر ہیں۔ رد قادیانیت کے ضمن میں آپ کی کتاب "قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت" کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں فتنہ قادیانیت کی تاریخ وعقائد اور اس کے انسداد کے لیے کی گئی جدوجہد کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

یہود و نصاریٰ اپنے تمام تر آپسی شقاق ونفاق اور اختلاف کے باوجود ہمیشہ سے دینِ اسلام' پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے مخالف ودشمن رہے ہیں اور رہتی دنیا تک ان کی دشمنی جاری رہے گی۔ اسلام کے استیصال اور مسلمانوں کے خلاف ان کی خفیہ اور ظاہری ریشہ دوانیاں جگ ظاہر ہیں' جو ہجرت مدینہ کے بعد ہی شروع ہو گئی تھیں۔

شروع سے ہی ان دونوں طاقتوں نے اپنے مقصد کے لیے کئی طریقے اپنائے۔

1. اسلام دشمن طاقتوں کو اسلام کے خلاف ہر ممکن امداد وتعاون کیا۔
2. منافقین کی شکل میں مسلمانوں کی صفوں میں خارجی ایجنٹ داخل کر دیے۔
3. مسلمانوں کے اندر اعتقادی تشکیک اور تذبذب پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔
4. مال وزر اور منصب واقتدار کا لالچ دے کر خود مسلمانوں کے اندر ہی سے مسلمانوں کے بھیس میں اسلامی اعتقاد واتحاد کے خلاف سازشیں رچنے والے افراد اور فرقے پیدا کیے اور ان کے بھرپور حوصلہ افزائی وپشت پناہی کی اور انہیں مادی ومعنوی تعاون دیتے رہے جس کی وجہ مسلمانوں میں قرون اولیٰ ہی سے نئے نئے فرقے پیدا ہوتے رہے' جیسے مرجیہ' شیعہ' معتزلہ وغیرہ اور پھر بعد میں سبائیت' وہابیت' دیوبندیت' قادیانیت' نیچریت وغیرہ۔

اسی سازش کے نتیجے میں دور نبوت ہی میں جھوٹے مدعیانِ نبوت مسیلمہ کذاب' اسود عنسی اور سجاح بنت حارث (ایک عورت) نے نبوت کے بند دروازے میں سیندھ مارنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد سے تا حال یہ سلسلہ جاری ہے اور آئندہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ حدیث کی روشنی میں تیس کی تعداد پوری نہیں ہو جائے گی۔ حضو

رخاتم الانبیاء ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ﴿انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی﴾ ترجمہ: "بے شک میری امت میں کئی جھوٹے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا' جب کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالخصوص حضرت سیدنا صدیق اکبر' حضرت شہر بن باذان' حضرت ابو موسیٰ اشعری' حضرت معاذ بن جبل' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بروقت اقدام کر کے ان داخلی دشمنان دین کی سخت سرکوبی فرمائی۔ دور نبوت کے بعد دور صدیقی میں نبوت کے جھوٹے دعوے داروں میں طلیحہ بھی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ اسی زمرے میں ایک نام مختار ثقفی کا بھی ہے جس کی سرکوبی حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

خلافت راشدہ کے بعد بھی کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ارتداد اور دعوائے نبوت کی وجہ سے انہیں اس زمانے کے مسلم حکمرانوں اور علماء ومشائخ نے خارج از اسلام قرار دینے کے ساتھ ساتھ گرفتار کر کے سزائے موت دی اور اسلام اور مسلمانوں کو ان کے شر سے بچایا۔ اموی خلیفہ عبدالملک کے دور میں حارث نام کے ایک شخص نے اور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں بھی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

1900ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی سازش اور منصوبے سے قادیان' بھارت پنجاب میں تدریجاً بڑی ہوشیاری سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

مرزا نے تقریباً چوبیس سال کی عمر میں انگریزی حکومت کے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے آفس میں پندرہ روپے ماہوار تنخواہ پر بحیثیت کلرک نوکری شروع کی اور اس طرح اس نے تاج برطانیہ کا قرب حاصل کیا اور انگریز سامراج نے مرزا کو اپنے مطلب کا آدمی پا کر مسلمانوں میں افتراق وانتشار کے لیے خوب استعمال کیا۔

پہلے اس نے آریوں اور پادریوں کے خلاف مناظر و مصلح کی حیثیت سے کام شروع کیا' جس سے خواص وعوام کا ایک حلقہ متاثر ہوا پھر ملہم ومجدد ہونے کا دعویٰ کیا' 1888ء میں مہدی موعود بنا پھر 1890ء میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور مثیل مسیح بنا اور پھر ظلی وبروزی اور غیر تشریعی نبی اور پھر عین نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ متنبی قادیان' مرزا قادیانی 28 مئی 1908ء میں اچانک ہیضے میں مبتلا ہو کر لاہور میں پاخانہ کے اندر مر گیا اور قادیان میں دفنایا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی قیادت میں فتنۂ قادیانیت نے بہت سے عوام کے ساتھ پڑھے لکھے کچھ خواص کو بھی متاثر کیا۔ اس کی سب سے پہلی کتاب "براہین احمدیہ" شائع ہوئی تو غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس کی تعریف

کی اور اس کے حق میں طرف دارانہ تبصرہ اور دفاع کیا' حتیٰ کہ مرزا قادیانی اسی محمد حسین بٹالوی کی مسجد میں لاہور کے اندر کافی دنوں تک مہمان بھی رہا۔

اہل حق علماء اہلسنت نے اس کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت سے مرزا کے اگلے منصوبوں کی بدبو محسوس کر لی اور اس کی مخالفت اور تعاقب کے لیے کمربستہ ہونے لگے۔ ان میں سرفہرست حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی' حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی' فاتح قادیانیت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی' متوفی مولانا پیر سید جماعت علی شاہ' پروفیسر الیاس برنی قادری' مولانا کریم الدین دبیر' مولانا محمد حسن فیضی' مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی علیہم الرحمۃ ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو ان کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کی سرکوبی کی مہم پر لگایا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ نے اس کے خلاف رائے عامہ ہموار کی اور دیگر علماء کو لے کر دورے کیے آپ کی تحریک سے مرزا بوکھلا اٹھا اور گالی گلوچ پر اتر آیا۔ 1899ء میں آپ نے رد قادیانیت میں ''شمس الہدایہ'' نامی کتاب لکھ کر حیات مسیح پر زبردست دلائل قائم فرما کر اس کی دھجیاں بکھیر دیں' جس سے بوکھلا کر مرزا قادیانی نے شاہ صاحب کو عربی تفسیر نویسی کا چیلنج دے دیا۔ شاہ صاحب چیلنج قبول کر کے مقررہ تاریخ 25 اگست 1900ء سے ایک دن پہلے ہی لاہور پہنچ گئے لیکن مرزا سامنے نہیں آیا بلکہ اس نے یہ جھوٹا اشتہار چسپاں کروایا کہ پیر مہر علی شاہ فرار ہو گئے ہیں۔ اس موقع پر لاہور میں مسلمانوں کا غیر معمولی ازدحام ہوا تھا۔ لوگ لاہور میں شاہ صاحب کی موجودگی اور مرزا کی عدم موجودگی سے حیران رہ گئے اور جشن فتح میں علماء و مشائخ کی تقریروں سے بھی مرزا کے مکروفریب کا پردہ چاک ہوا اور بہت سے لوگوں نے قادیانیت سے توبہ کر لی۔ اس کے علاوہ وہ سادہ لوح لوگ جو مرزا کی اصلیت کا علم کم رکھتے تھے حقیقت سے آگاہ ہو کر اس پنپتے ہوئے فتنے سے دور و نفور ہو گئے۔

شاہ صاحب نے مرزا کی عربی تفسیر اعجاز المسیح کے جواب میں 1902ء میں ''سیف چشتیائی'' تحریر فرمائی اور مرزا کی عربی دانی کی قلعی کھول دی اور اس کے دعوؤں کی دھجیاں بکھیر دیں۔

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے 1908ء میں بمقام لاہور مرزا کو مباہلہ کی دعوت دی لیکن مرزا نے انکار کر دیا آپ نے انکار ہونے پر سرعام مرزا کی عبرت ناک موت کی پیش گوئی فرمائی جو اسی سال مرزا کی پاخانے میں موت کی شکل میں صحیح ثابت ہوئی۔

چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ متوفی 1921ء نے اپنے فرض

منصبی تجدید و احیائے دین اور سرکوبی اعدائے دین کی ادائیگی کرتے ہوئے قادیانیت کا بھرپور رد و ابطال اور زبردست تنقید و تعاقب کر کے قادیانیت کا خوابی شیش محل چور چور کر دیا۔ رد وہابیت کے ساتھ رد قادیانیت میں بھی آپ کا کارنامہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ آپ کے کام کی قدردانی آپ کے حریف وہابی بھی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس سلسلے میں آپ نے پانچ رسالے تصنیف فرمائے۔ ① جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة (ختم نبوت کے انکار پر دشمن خدا کو خدا کی سزا) 1317ھ ② السوء والعقاب على المسيح الدجال (جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب) 1320ھ ③ قهر الديان على المرتد بقاديان (قادیانی مرتد پر قہر خداوندی) 1323ھ ④ المبين ختم النبيين (ختم نبوت بیان کرنے والا رسالہ) 1326ھ ⑤ الجراز الدياني على المرتد القادياني (قادیانی مرتد پر خدائی تلوار) 1340ھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ نے قادیانیت کے رد میں ﴿الصارم الربانی﴾ لکھی اور ان کے نامور خلیفہ مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی نے ﴿مرزائی حقیقت کا اظہار﴾ لکھی۔

قادیانیت کی نشوونما سے آج تک علماء و مشائخ علمی و سیاسی ہتھیاروں سے لیس ہو کر مرزائی فتنے کے استیصال اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک میں برابر سرگرم عمل رہے۔ تاریخی اعتبار سے ان علماء کی سرگرمیوں کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور 1890ء سے 1947ء تک۔ دوسرا دور 1947ء سے 1953ء تک۔ تیسرا دور 1953ء سے 1974ء تک اور چوتھا دور 1974ء سے تا حال۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوسرے دور 1947ء میں تقسیم ہند کا سانحہ پیش آیا اور ایک نیا مسلم ملک پاکستان وجود میں آیا۔ قادیان تو بھارت کا ہی حصہ رہا مگر چوں کہ قادیانی اثرات زیادہ تر پاکستان میں تھے اسی لیے قادیانی مرکز پاکستانی پنجاب کے مقام ''ربوہ'' میں قائم ہوا۔ پاکستان بنا تو پاکستانی حکومت میں بہت سے قادیانی بھی گھس آئے حتیٰ کہ خواجہ ناظم الدین کے دور وزارت عظمیٰ میں وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی رہ چکا ہے۔ اب قادیانی' حکومت کی مشینری کا حصہ بن کر قادیانیت کی جڑیں مضبوط کرنے میں لگ گئے اور جب خطرناک حد سے بڑھنے لگی تو سارے فرقوں کے علماء کو اس فتنے کے سدباب کی فکر ہوئی۔

1953ء میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی' مولانا ابوالحسنات قادری' مولانا عبدالستار خان نیازی' مولانا عبدالحامد بدایونی علیہم الرحمۃ وغیرہ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ان حضرات نے سیاسی

وحکومتی سطح پر کوششیں شروع کیں اور 1953ء میں لاہور میں کنونشن منعقد کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا زوردار مطالبہ کیا۔ تحریک کے دوران وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔ ان مطالبات کے لیے مسلمانوں نے جان و مال کی بازی لگادی۔

1974ء میں وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی کے شہزادے، قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء کی قیادت میں 3 جون 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ پاکستانی پارلیمنٹ میں اٹھایا گیا۔ اس مطالبے کو تحریک کے ہیرو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے نیشنل اسمبلی پاکستان میں پیش فرمایا۔ بحث کے بعد آخر کار پاکستان میں قانونی طور سے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس طرح عاشق رسول ﷺ، محافظ ناموس رسالت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ نے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ اب قادیانیت کو پاکستان میں سر چھپانا مشکل ہو گیا اور اسے پاکستان بدر ہو کر یورپ میں پناہ لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد قادیانیت نے یورپ و امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے دوسرے ملکوں میں ہاتھ پیر پھیلانا شروع کر دیے لیکن علماء و مشائخ وہاں بھی اس کے تعاقب میں مصروف جہاد ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

گذشتہ شمارے کے جوابات

❶ جنگ یمامہ میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے خلیفہ دوم، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

❷ شہزادہ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ نے رد قادیانیت کے ضمن میں ﴿الصارم الربانی علی اسراف القادیانی﴾ نامی کتاب تصنیف فرمائی۔

❸ آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو 29 اپریل 1973ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

﴿درست جواب دینے والے خوش نصیب﴾

﴿اعجاز ہاشمی، لاہور﴾ ﴿شیخ منیر احمد﴾ ﴿سرور محمود﴾ ﴿رانا اکرم ایڈووکیٹ﴾

﴿ملک دلاور﴾ ﴿عبدالستار، ملتان﴾ ﴿عبدالکریم اشعر، سیالکوٹ﴾

مہر و رضا

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

مُرشدانِ وقت، مخدومانِ اربابِ صفا — جاں نثارانِ نبی، مدحت گرانِ مصطفیٰ☆

برقِ خرمن سوزِ باطل تھے یہ دونوں حق نوا — حفظِ ناموسِ محمد اُن کا نصب العین تھا

دونوں شمشیرِ برہنہ، مصلحت نا آشنا — کچھ نہ تھا اُن کی زباں پر کلمۂ حق کے سوا

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرائے ذرا — مصطفیٰ☆ کا پرچم عظمت سدا اُونچا رکھا

دونوں علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب — دونوں عالمگیر مداحانِ محبوبِ خدا

برسرِ پیکار گستاخانِ احمد☆ سے رہے — تھا یہی محبوب اُن کی زندگی کا مُدعا

اصلِ دیں ہے مصطفیٰ☆، محبوبِ حق کا احترام — وہ موحد کیا، نہیں ہے جو محبِّ مصطفیٰ☆

ہند میں اسلام پر فتنوں نے جب یلغار کی — اِن بزرگوں سے خصوصی کام قدرت نے لیا

اس حقیقت کو کیا تسلیم آخر وقت نے — تھا درست اُن کا عمل کردار تھا اُن کا بجا

اُن کے علم و فقر کی سطوت سے بے بس ہر حریف — ہر مقابل اُن کے آگے عاجز و خاسر رہا

جلوہ گر ہوتا ہے صدیوں میں کوئی مردِ خُدا — گولڑہ میں مہر انور☆ یا بریلی میں رضا☆☆

﴿قادیانی وبہائی کے ساتھ سنّی عورت کا نکاح﴾

﴿استفتاء﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بہائی ہوں یعنی بہاء اللہ کا معتقد اور اس کے مذہب پر ہوں۔ بہاء اللہ وہ شخص ہے جس کی نسبت اخبار وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعی نبوت تھا جس کا زمانہ عنقریب گذرا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلمہ سنیہ حنفیہ سیدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکور سے شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

المستفتی

مقدرحسین

نزد جامع مسجد دہلی ۱۳۵۸ھ

﴿الجواب بعون الملک الوھاب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مرزا قادیانی کی نبوت کا قائل ختم نبوت کے معنی متواترہ کا منکر اور اس وجہ سے کافر ہے۔ اب اگر بہائی ہو گیا تو اس وجہ سے اس کا کفر اٹھ نہ گیا۔ جب تک کہ وہ اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ختم نبوت کے معنی متواترہ کو تسلیم نہ کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کے خیال سے تائب نہ ہو اور تمام کفریات سے بیزاری کرکے ازسرنو اسلام نہ لائے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بہائی ہو جانا اس کو کفر سے پاک نہیں کر سکتا بلکہ اب بھی وہ گندے کفر میں مبتلا ہے۔ مرزا نے جس قسم کا دین ایجاد کیا اور ضلالت کی جو راہیں اختیار کیں وہ سب اس کی طبع زاد نہیں ہیں۔ اس نے اپنے زمانہ سے قبل کے بے دین دجالوں سے بہت کچھ اخذ کیا اور ان سب کا پس خوردہ جمع کرکے

ایک دوکان لگائی۔ انہی میں سے بہائی فرقہ بھی ہے۔ قادیانی سے بہائی ہو جانا ایک ہی سلسلہ کے کفریات میں گشت لگانا ہے۔ اب سب کی مکاری ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار کو اپنا اصول بنانے سے چلتی ہے۔

۸۴۵ھ میں جونپور میں ایک شخص ہوا جس کا نام ''میراں سید محمد'' تھا۔ اس کے باپ کا نام سید خاں، ماں کا نام بی بی آقا ملک تھا۔ (اس نے اپنے) ماں باپ کا نام بدل کر حضور پرنور ﷺ کے ابوین کریمین کے نام پر ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ رکھا۔ یہ شخص (میراں سید محمد) ''مہدی موعود'' بنا۔ اس سے بھی کام نہ چلا، ماں باپ کے نام جاننے والوں نے اعتراض کیا تو اس نابکار نے حضور اقدس اروا حنا فداہ ﷺ کے والد ماجد کا نام عبداللہ ہونے سے انکار کردیا اور یہ مکر گڑھا کہ حضور کا اسم گرامی محمد عبداللہ ہے، ابن کا لفظ راویوں کی غلطی سے زیادہ ہو گیا۔ ﴿لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم﴾

اس شخص کے معتقدین اس کی مہدیت کی تصدیق کو فرض اور اس کا انکار کفر جانتے تھے لہٰذا وہ بھی اسی راستے پر چلا ہے جس طرح مرزا کے گھر والوں کو اس کے معتقدین ''اہلبیت'' اور اس کی بیوی کو ''ام المومنین'' کہہ کر ایوان رسالت کی نقل اتارتے ہیں۔ اسی طرح میراں سید محمد کے یہاں خلفاء راشدین پانچ اور صدیق دو۔ مبشر بالجنۃ 12 اور 74 فرقے۔ جنگ بدر اور فاطمہ اور حسین ولایت سب بنائے گئے تھے۔ یہ لوگ اپنے گرو میراں سید محمد کو خلفاء راشدین اور تمام انبیاء ومرسلین سے افضل اور سید عالم ﷺ سے مرتبہ میں ہمسر وبرابر ٹھہراتے تھے اور اس کو مفترض الطاعۃ سمجھتے تھے۔ شریعت طاہرہ کے احکام کا ناسخ اور صاحب شریعت جدید مانتے تھے۔ اس پر وحی آنے کے معتقد تھے چنانچہ اس کے رسالہ ''ام العقائد'' میں اس کی وحی یوں لکھی ہے ﴿قال الامام المھدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ بالواسطۃ جدید الیوم تلاتی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مھدی الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ والشریفۃ والرضوان﴾ اس وحی شیطانی کی زبان اور مضمون بھی قابل دید ہے۔ یہ شخص بلاواسطہ اللہ سے اخذ علوم کا مدعی تھا۔ ہندی میں بھی وحی کا دعویٰ کرتا تھا اور نئے نئے احکام کا نزول بتاتا تھا۔ زکوٰۃ میں بھی (اس نے) بہت سی قطع و بریدیں کی تھیں۔ اس کے عقائد فاسدہ اور مکائد کاسدہ کہاں تک بیان کیے جائیں؟ علماء عرب وعجم اور فضلاء مکہ مکرمہ نے ان لوگوں کے کفر وقتل کے فتوے دیے اور شاہان اسلام نے انہیں سزائیں دیں اور ہلاک کردیا۔ پھر اس قسم کا کفر ایران سے پیدا ہوا۔

1819ء میں شیراز میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام ''مرزا علی محمد'' تھا۔ اسی کو باب کہتے ہیں اور اس کے

معتقدین اس پر ایمان لانے والے "بابی" کہلاتے ہیں۔ یہ شخص بھی مہدی ہونے کا مدعی تھا' اپنے آپ کو مثل حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اور ایک شخص جس کا لقب اس نے ﴿من یظهر الله جل ذکره﴾ رکھا تھا اسے مثل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتا تھا۔ کتاب "بہاء اللہ کی تعلیمات" کے صفحہ: ۷ پر اس مرزا علی محمد کا یہ قول مذکور ہے کہ میں یحییٰ ہوں ﴿من یظهر الله﴾۔ اس مرزا علی محمد باب نے پیغمبری کا بھی دعویٰ کیا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ: ۱۰ میں ہے "سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔" اس نے اپنی علیحدہ شریعت بنائی تھی۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ: ۱۴ میں اس کا یہ قول موجود ہے کہ "میں نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم تم کو اسی وقت ملے گا جب کہ ﴿من یظهر الله﴾ ظاہر ہوگا اور شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کرے گا اس پر عمل کرنے کا حکم دے گا اور جس کو وہ ناپسند کرے گا اس کو تم مت کرنا"۔

تہران میں سب سے پہلے مرزا حسین علی اس پر ایمان لایا۔ مرزا علی محمد نے اس کو بہاء اللہ کا لقب دیا۔ مرزا حسین علی عرف بہاء اللہ نے دعویٰ کیا کہ وہ ﴿من یظهر الله﴾ ہے۔ جس کی علی محمد باب نے بشارت دی ہے۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ: ۱۹ میں ہے "ایڈریانوپل میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت مجھ کو حضرت باب نے دی ہے اور جس کی راہ میں انہوں نے جان فدا کی وہ میں ہی ہوں"۔ ﴿من یظهر الله﴾ میرا لقب ہے۔ اس بہاء اللہ پر ایمان لانے والے "بہائی" کہلاتے ہیں۔ کتاب مذکور کے صفحہ: ۲۰ میں ہے "جنھوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بہائی ہوگیا"۔ بہاء اللہ خدا کی طرف سے بے واسطہ علم ملنے اور مبعوث من اللہ ہونے کا مدعی تھا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ: ۲۵ میں ہے "یکا یک خدا کی نسیم لطف مجھ پر گزری اور جو کچھ ابتدا آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا اس کا علم اس نے مجھے دیا"۔ صفحہ: ۲۶ میں لکھا ہے "اسی نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کے نام کی منادی کر دوں"۔ اس بہاء اللہ نے اپنی (خود ساختہ) نبوت کا سکہ جمانے کے لیے ختم نبوت کا انکار کیا۔ چنانچہ صفحہ: ۳۳ میں لکھا ہے "پیغمبروں کا ظاہر ہونا محال اور غیر ممکن نہیں جانتے اور اگر کوئی شخص اس بات کو محال جانے تو پھر اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے جنھوں نے خدا کے ہاتھ کو بندھا ہوا سمجھا؟ جمہور اہل اسلام اور مخصوص اہلسنت اگر یہ لوگ خدائے تعالیٰ کو مختار جانتے ہیں تو انہیں لازم ہے کہ اس شہنشاہ ازلی کے ہر حکم کو قبول کریں جو اس کے رسول کی معرفت صادر ہیں"۔ صفحہ: ۳۵ میں لکھا ہے "الطاف باری کی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوانے جگا کر مجھے یہ حکم دیا کہ میں زمین و آسمان کے درمیان اس کے نام کی منادی کر دوں۔ یہ بات میں نے خود نہیں کی بلکہ خدا ہی کی طرف سے کی۔ اس کی ہدایت ہوئی تھی"۔ صفحہ: ۴۱ پر یہ قول لکھا تھا "میرا علم خدا کا عطا کردہ ہے کسی انسان سے حاصل نہیں کیا ہے"۔

اس بہاء اللہ نے شرع کے احکام کو بھی درہم برہم کر دیا [illegible] چنانچہ اسی کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات کے آخر حصہ کے صفحہ: ۱۷ میں لکھا ہے "[illegible] زائد نہ کرنا"۔ تیسری طلاق کے بعد کی حرمت اور بغیر حلالہ [illegible] اسی کتاب کے صفحہ: ۳ میں ہے "خدا نے منع کر دیا کہ جو تم تیسری طلاق کے بعد [illegible] حلال کر دیا اسی کتاب کے صفحہ: ۳ میں ہے" ہم نے حلال کیا تمہارے اوپر گانے اور بجانے کا سننا"۔ اس گروہ کا [illegible] بھی ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ: ۴۷ میں اس کا اقرار ہے۔

اتنے بیان سے ظاہر ہوگیا کہ مرزا غلام احمد اور بہاء اللہ ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار میں شریک ہیں' دعویٰ مہدیت میں شریک ہیں' مثل مسیح ہونے کے دعوے میں شریک ہیں' رسالت اور وحی کے دعوے میں شریک ہیں اور تبدیل احکام شرع میں شریک ہیں۔ دونوں کافر ہوئے۔ اب بہاء اللہ خود بھی رسول بنتا ہے اور اپنے اوپر وحی آنے بے واسطہ اللہ سے علم پانے کا مدعی ہے اور مرزا علی محمد کو بھی پیغمبر مانتا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بھی کرتا ہے۔ کتنے کفروں میں مبتلا اور اپنے معتقدین کو مبتلا کرنے والا ہے۔ یقیناً اس کی تصدیق کرنے والے کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ شفاء شریف میں ہے ﴿و کذلک قال من تنباء و زعم انه یوحیٰ الیه قاله سحنون و قال ابن القاسم دعی الی ذلک سرا و جهرا قال اصبغ و هو کالمرتد لانه کفر بکتاب الله مع القربة علی الله و قال اشهب فی یهودی تنباء او زعم انه یوحی ارسل الی الناس او قال ان بعد نبیکم نبی انه یستتاب ان کان معلنا بذلک فان تاب و الاقتل و ذلک لانه مکذب النبی صلی الله علیه وسلم فی قوله لا نبی بعدی مفتری علی الله فی دعواه علیه الرسالة و النبوة﴾

علامہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ﴿وقد یکون فی هؤلاء من یستحق القتل کمن یدعی النبوة بمثل هذه الخرادبطلت تغیر شی من الشریعة و نحو ذلک﴾

اب ثابت ہوگیا کہ وہ شخص قادیانی تھا جب بھی کافر تھا اور بہائی ہوا اب بھی کافر ہے۔ اس کے ساتھ مُسلِمہ کا نکاح قطعی نہیں ہو سکتا' ہمیشہ حرام ہوگا۔ ﴿و العیاذ بالله سبحانه و تعالیٰ اعلم و علمه عزا سمه اتقن احکم﴾

﴿فتاویٰ صدر الافاضل' ص: ۱۰۸-۱۱۳﴾

عالمی سطح پر سرگرم اسلام دشمن بہائی تحریک کے 9 رکنی "بیت العدل" نے پاکستان میں اپنے تبلیغی پروگرام کو منظم و متحرک کرنے کے لیے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں کراچی، حیدر آباد، لاہور، پشاور، کوئٹہ، سبی، مری، ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان، جہلم، فیصل آباد، ملتان اور اسلام آباد خاص ٹارگٹ ہیں۔ کراچی میں واقع بہائی مرکز اس تمام کام کی نگرانی کرے گا اور ہر ممکنہ سہولت کا بندوبست کرے گا تا کہ ترویج و اشاعت کا انتظام بھرپور انداز میں تکمیل پا سکے۔ 4 رکنی وفد اسلامی نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے بہائی مذہب کی تبلیغ کا کام سر انجام دے گا۔ بہائی مذہب کیا ہے؟ کب سے ہے؟ کیا عقائد ہیں؟ کن نظریات کے تحت اس فرقے کے لوگ کام کر رہے ہیں؟ یہ سب سوالات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں ایک محتاط اندازے کے مطابق بہائی مذہب کے ماننے والوں کی تعداد 6 ملین (60 لاکھ) کے لگ بھگ ہے۔ جبکہ پاکستان میں اب تک دستیاب اطلاعات کے مطابق 2 لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے۔

بہائی مذہب کو ایشیائی ممالک بالخصوص جغرافیائی حد بندی کے حوالے سے ملائیشیا، وسطی ایشیا کی ریاستوں، آذربائیجان، ازبکستان، کروشیا اور خلیجی ریاستوں کے لیے پاکستان کو مرکزی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ ان ممالک میں بہائی مذہب کی تبلیغ و اشاعت اور ان ممالک میں ہونے والے پروگراموں کی نگرانی کی ذمہ داری بیت العدل پاکستان میں کام کرنے والے بہائی مذہب کے سرکردہ افراد کو سونپ دی ہے۔ تحقیق کے مطابق بڑے خفیہ طریقے سے 4 اہم مراکز کے ذریعے پاکستان اور ایشیائی ممالک میں بہائی مذہب کی تبلیغ کو کنٹرول کیا جائے گا۔ بزنس ریکارڈر روڈ گرومندر کراچی کے قریب واقع بہائی مرکز پاکستان کے تین بڑے شہروں میں قائم مراکز (خطیرۃ القدس روڈ لاہور، بہائی ہاؤس E-77 سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی اور بہائی سنٹر H-8/4 نزد بیکن ہاؤس سکول اسلام آباد) کو کنٹرول کرے گا۔ کراچی کے مرکز سے سندھ بھر کو کنٹرول کیا جا رہا ہے اور اندرون سندھ تبلیغی امور کی نگرانی کے لیے ضلعی آفس 38 سول لائن حیدر آباد میں کام کر رہا ہے۔ معلومات کے مطابق اندرون سندھ کے شہر سانگھڑ، میرپور خاص، نواب شاہ، بدین، کوٹری، ٹنڈو محمد خان، دادو، گھوٹکی [illegible] کے وقف ہیں جبکہ راولپنڈی، اسلام آباد مرکز کے تحت پوش علاقوں میں [illegible] جاری ہے۔ بہائی مذہب کے حوالے سے اب تک جو دستیاب [illegible] بہائی مذہب کے عقائد، نظریات انتہائی خطرناک ہیں۔ بہائی مذہب کے مطابق [illegible] اور حضرت امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے، شریعت محمدی (معاذ اللہ) ختم ہو چکی ہے۔ [illegible] زمانہ بدلنے کے ساتھ ساتھ احکام بدلنا ایک عملی ضرورت اور [illegible] ہے۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی بعض افراد [illegible] مذاہب کی بنیاد رکھنے میں کوشاں ہیں بلکہ کچھ تو خود کو ان مذاہب کا بانی [illegible] فلسفہ اور مختلف اوہام کی مدد سے من گھڑت اور مابعد الطبیعاتی تصورات سے لوگوں کو [illegible] کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیشہ وہی مذہب سچا کہلاتا ہے جو انسان کی روحانی، مادی، اخلاقی، اجتماعی اور سیاسی زندگی میں رہبری کر سکے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ قیامت آ چکی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے، حضور ﷺ کی ذات خاتم النبیین کے بجائے محض نبیوں کی زینت یا نگینے سے زیادہ نہیں ہے۔ مظہروں کی آمد کا سلسلہ جاری رہے گا اور نئی شریعت آتی رہے گی۔ یہ تمام باتیں ہمارے موجودہ ماحول میں ناقابل برداشت ہیں لیکن مذکورہ تمام باتیں بہائی مذہب کا لازمی حصہ ہیں۔

دنیا کے دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں بھی بہائی مذہب کے فروغ کے لیے عملی کوششوں کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ بہائیوں کی تعداد میں اضافہ کے لیے انتہائی مستعدی سے انفرادی اور اجتماعی سطح پر تبلیغی پروگرام ترتیب دیے جا رہے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ افراد "فوج در فوج" ان میں داخل ہو سکیں۔ ان کوششوں کا مقصد بہائیوں کی تعداد میں گزشتہ ادوار کے مقابلے میں زیادہ اضافہ ہے لہٰذا شہروں کے ساتھ ساتھ دیہاتوں اور قصبوں میں رہنے والے عام لوگوں تک پیغام پہنچانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ بہائی مذہب نے "بیت العدل اعظم الٰہی" کی خصوصی ہدایات کے تحت تبلیغ کا کام کامیاب بنانے کے لیے باقاعدہ وظیفے کا اجراء کیا ہے۔ تحکم کو تبلیغ کا لازمی اور ناقابل تقسیم حصہ قرار دیا گیا تا کہ ایسا بندوبست کیا جا سکے کہ اگر مستقبل قریب میں ملاقات کا بندوبست نہ ہو سکے تو یہ ان لوگوں اور خود امر اللہ کا نقصان ہو گا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تحکم پر بھرپور توجہ دی جائے اور مذکورہ افراد کی صحت اور دیگر جملہ مفادات کا مکمل تحفظ کیا جا سکے چونکہ ایسا کرنا بہائی مذہب کی توسیع کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

بہائی پیروکار اپنے مذہب کی ابتداء کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ خدا کا سچا مذہب ہے ایسے ہی جیسے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار عیسائی اور حضرت محمد ﷺ کے ماننے والے امت محمدیہ میں شمار کیے جاتے ہیں، بہاء اللہ کے ماننے والے اہل بہاء ہیں۔

بہائیوں کے نزدیک جس طرح نمرود کو آسمان پر ایک ستارہ طلوع ہونے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آمد کی اطلاع ہوئی تھی بالکل اسی طرح 1843ء میں ایک دُم دار ستارہ نمودار ہوا جو 1844ء میں باب کے ظہور اور اعلان بہائی کا سب سے پہلا واقعہ تھا۔ لیکن 1845ء میں وہ ستارہ دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور 1846ء میں غروب ہوگیا۔ یہ وہ سال تھا جب بہاء اللہ نے اپنے باپ کے مذہب کی تصدیق کی۔ اگست 1852ء میں یہ ستارہ دوبارہ نمودار ہوا لیکن اب ایک ٹکڑا چھوٹا اور دھندلا جبکہ دوسرا بڑا اور چمکدار تھا۔ یہ آسمانی گواہی باب اور بہاء اللہ کی آمد سے متعلق ہے اور اب یہی ستارہ نور بن کر بہاء اللہ کی سالگرہ والے دن عین 12 نومبر کو اپنی گواہی کی تجدید کے لئے آسمان پر کبھی کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ (بہائی میگزین اپریل، مئی 1976ء)

رپورٹ کے مطابق بہائی مذہب کی تجدید بابی ماننے والوں نے کی جس کی بنیاد شیراز کے ایک نوجوان سید علی محمد نے رکھی جو بعد ازاں باب کے لقب سے مشہور ہوئے۔ باب نے دعویٰ کیا کہ توریت، انجیل اور قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صحیح ہے، اس لیے کہ ان دو اشخاص میں سے ایک میں ہوں اور دوسرا عظیم الشان جلد ظاہر ہونے والا ہے۔

سید علی محمد نے 25 سال کی عمر میں باب ہونے کا دعویٰ کیا جس سے مراد یہ تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ہستی کے فیوضات کا واسطہ ہے جو ابھی پردہ غیب میں ہے۔ اسی دوران وزیر اعظم ''امیر نظام'' نے علماء ترکی و تبریز سے باب کے قتل کا فتویٰ حاصل کرلیا۔ 1850ء میں باب کو ایک ساتھی کے ہمراہ ایک فوجی چھاؤنی میں گولیوں سے بھون دیا گیا۔

بہاء اللہ نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ باب کے اعلان ظہور کے ٹھیک 19 سال بعد 1863ء میں کیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ مظہر اللہ ہوں جس کی بشارتیں سب پیغمبروں نے سنائی تھیں۔ شاہ ایران نے باب کے قتل کے بعد بہاء اللہ کی سرگرمیوں پر اسے ''سیاہ چل جیل'' میں ڈال دیا۔ معمولی بخار کے بعد 1892ء میں اس کا انتقال ہوا۔ 75 سالہ زندگی میں 40 سال بہاء اللہ نے جلاوطنی، اسیری اور پابندی کے ساتھ گزارے۔ انتقال کے 9 دن بعد جب وصیت کھولی گئی تو ''عبدالبہاء'' اس کا جانشین مقرر ہوا اور یہ وصیت نامہ ''کتاب العہد'' کے نام سے مشہور ہے۔

بہاء اللہ کی موت کے بعد عبدالبہاء نے 29 برس تک امر بہائی کی خدمت کی۔ عبدالبہاء اپنے والد کے ساتھ

قید میں بھی رہا۔ 1921ء میں اس کے مرنے کے بعد اس کا نواسا "شوقی آفندی" جو کہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا امراللہ کا ولی مقرر ہوا اور 36 سال تک بہائی مذہب کا پاپا رہا۔ عبدالبہاء اور شوقی آفندی نے بہاء اللہ کی تحریروں کی تشریحات کیں اور بہائی منشور قائم کیا اور بہائی مذہب میں روز مرہ مسائل کے حل کے لیے "بیت العدل" قائم ہے۔

بہائی مذہب کو اس کے پیروکار دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک حصہ عقیدوں اور اعتقادی امور پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے حصے میں عمل کرنے والی چیزیں شامل ہیں۔ عبادات کے مسائل کتاب اللہ سے اور معاملات کے فیصلے بیت العدل کے فیصلوں کی روشنی میں کئے جاتے ہیں۔ پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ، ملائکہ، رسول، یوم قیامت اور آخرت کے بارے میں علم ہے۔ یہ حصہ بہائی مذہب میں اصول دین کہلاتا ہے اور اس میں عقلی بحث کو کلام کہتے ہیں، بعض لوگ اسے مسائل خبریہ یا مسئلہ علمیہ بھی کہتے ہیں ایک دوسرے حصے میں عمل کرنے والی وہ چیزیں شامل ہیں جنہیں کرنا ہے یا نہیں کرنا وغیرہ۔

بہائیوں کے عقائد:

بہائی مذہب کے مطابق ہر زمانے میں رسول وقت کی پیروی مومنوں کے لیے راہ نجات ہے جو شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوا اور ان پر ایمان لایا وہ یقیناً مومن تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ان کا پیروکار نیک اور صالح لوگوں میں شمار ہوگا اور جو حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر ایمان لایا وہ مومن ہے۔ اب بہاء اللہ کا ظہور ہو چکا ہے ہم نے اس کو تسلیم کیا ہے اور اس کی شریعت کو مانتے ہیں۔ جب نئی شریعت آتی ہے تو پچھلی تمام شریعتیں منسوخ کر دی جاتی ہیں جیسے موسوی شریعت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نے اور حضرت عیسیٰ کی شریعت کو شریعت محمدیہ ﷺ نے منسوخ کیا اسی طرح بہاء اللہ کی شریعت پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر چکی ہے اور موجودہ نبی اور ان کی کتاب کو ماننا ہی مومن لوگوں کا فرض ہے۔ ہر امت کی ایک عمر ہوتی ہے جس کے بعد نئی امت کے ظہور پر وہ ختم ہو جاتی ہے۔

نئی الہامی کتاب:

بہائی عقیدے کے مطابق بہاء اللہ پر نازل ہونے والی کتاب خدائی یا الہامی ہے۔ یہ ایسا ہی معجزہ ہے جیسا تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور قرآن مجید حضور ﷺ کا۔ بہاء اللہ کے مطابق تمام تحریریں جو اس نے لکھی ہیں دراصل اللہ نے لکھوائی ہیں لہٰذا انہیں ماننا باعث ثواب ہے۔ ''کتاب مقدس'' ان

تمام چیزوں کا احاطہ کرتی ہے جو پچھلی کتابوں میں رہ گئی ہیں۔

یوم قیامت:

بہائی عقیدے کے مطابق قیامت ایک چیخ سے لوگوں کا مرجانا اور دوسری چیخ سے قبروں سے باہر نکل آنا ہے۔ قیامت برحق ہے لیکن ان معنوں میں نہیں جو تمام تصورات ہیں۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ پہلی چیخ سے سابقہ امت کی میعاد جو کہ ختم ہو چکی ہے اور اس کے دین کی تنسیخ کا اعلان ہے۔ اس پہلی چیخ سے لوگ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھیں گے سوائے ان لوگوں کے جن پر خدا کے حکم سے سابقہ دین کا منسوخ ہونا اور نئے دین کا ظہور میں آنا گراں نہ ہوگا۔ دوسری چیخ سے ان حواس باختہ لوگوں کے حواس بحال ہونے لگیں گے۔ انہیں حق نظر آنے لگے گا اور وہ دعوت قبول کرلیں گے یعنی وہ لوگ انسانیت کو فاسد عقائد' گمراہیوں اور جہالت کی قبور سے باہر نکال لیں گے۔ قیامت دراصل پہلی امت کی نسبت سے اس امت کی موت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ رسالت کے بعد امت موسوی کی قیامت ہوگئی۔

ثواب وعذاب:

بہائی عقیدے کی یہ بات اہم سمجھی جاتی ہے کہ جسم مادی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے اور مادہ کے ابتدائی عناصر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ روح دوسری بار نہ اس جسم سے مجسم ہوتی ہے نہ جسم عنصری سے' لہٰذا وہ ثواب وعذاب جو انسان کو مشہور عام قیامت میں ملنا ہے وہ موت کے فوراً بعد ہی مل جاتا ہے' نہ ثواب ملنے میں انتظار ہوتا ہے نہ سزا ملنے میں۔

یوم آخر:

یوم آخر سے موت کے بعد دوسرے جہاں میں جزا وسزا کا وقت مراد نہیں بلکہ اسی دنیا میں رسول وقت کا زمانہ ہے جو گزشتہ رسول کے ایام کی نسبت سے یوم آخر ہوتا ہے۔ یوم آخر سے مراد دراصل رسول وقت پر ایمان لانا ہے جو اپنے وقت میں آخری رسول ہے۔

اعمال نامہ اور منکر نکیر:

عام تصور یہ ہے کہ روز قیامت تمام لوگوں کو ان کے اعمال ناموں کی ایک کتاب ملے گی جو انہوں نے دنیا میں کیے ہوں گے۔ بہائی عقیدے کے مطابق حقیقت یہ نہیں ہے۔ ان کے مطابق دراصل ان کتابوں سے مراد وہ

آسمانی کتابیں ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ ہر امت کی کتاب اس کے [illegible] ہوئی ہے اور یہی اعمال نامہ ہے۔

منکر نکیر کے تصورات بھی نہایت غلط ہیں۔ منکر نکیر سے [illegible] ہیں اور ایک بھی۔ یہ فرشتے دراصل بہاء اللہ کی جانب سے [illegible] دیتے ہیں۔ ان فرشتوں کو ''فرستادگان'' کہا جاتا ہے۔ یہ دین بہائی کی [illegible] عام لوگوں کے سامنے کسی سے کلام بھی نہیں کرتے۔

قبر اور عالم برزخ:

دین بہائی میں قبر سے مراد انسانی جسم ہے جس کا ایک مرتبہ ختم ہونے کے بعد [illegible] محال ہے۔ بہائی عقیدے کے مطابق یہ تصور غلط ہے کہ عالم برزخ وہ جگہ [illegible] تمام ارواح رہیں گی۔ برزخ دراصل دو رسولوں کے درمیانی عرصے کو کہتے ہیں [illegible] باب کے ظہور تک کا زمانہ برزخ ہے۔

جنت' دوزخ:

جنت' دوزخ اسی دنیا کی چیزیں ہیں ان کا مرنے کے بعد کوئی عمل دخل نہیں۔ جو اس دنیا میں [illegible] رہا وہ ہمیشہ جنت میں رہے گا۔ جو اس دنیا میں جہنم میں رہا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جو پل صراط سے گزر گئے وہ اہل جنت ہیں اور جو نہ گزر سکے وہ اہل نار ہیں۔ یہاں پل صراط سے مراد دراصل ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب میں داخل ہونا ہے۔ جنت دوزخ میں جانے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے ایک وہ جو [illegible] رسول وقت پر ایمان لے آئیں وہ جنتی ہیں۔ دوسرے وہ جو رسول وقت پر ایمان نہیں لائیں گے وہ جہنمی ہیں۔ تیسرے وہ جو ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں جانے سے تکلف اور تذبذب سے کام لیں گے اور انہیں دکھوں اور خوشیوں کے باہمی امتزاج کے ساتھ رہنا ہوگا۔

قیامت میں اللہ کا دیدار:

اس سے مراد ہے کہ ہم خدا کے مظہر کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے جو کہ خدا کی تجلیات پیغمبروں میں ظاہر ہیں۔ اسی لیے بہائی بہاء اللہ کی ملاقات کو خدا کی ملاقات سمجھتے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ بہاء اللہ کی آواز میں اللہ ان سے بات کرتا ہے۔

بہائی نمازیں:

بڑی نماز: دن ورات میں کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے جب حالت جذب واشتیاق ہو۔ درمیانی نماز: صبح دوپہر اور شام تین وقت پڑھی جاتی ہے۔ چھوٹی نماز: دن میں صرف زوال کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ تینوں نمازوں میں سے ایک فرض ہے لہٰذا کوئی ایک پڑھ لی جائے۔

بہائی مذہب کے دیگر احکام:

نماز تنہا پڑھی جاتی ہے چونکہ جماعت کا حکم منسوخ کردیا گیا ہے البتہ نماز جنازہ باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ کمزور وبیمار آدمی کو نماز روزہ معاف ہے۔ 70 برس کی عمر میں ہر شخص کو نماز وروزہ معاف ہے۔ سال میں ایک ماہ کے روزے رکھے جاتے ہیں۔

بہائی سال 19 ماہ کا ہوتا ہے اور ہر ماہ کے 19 دن ہوتے ہیں۔ عیسوی لحاظ سے جو چار پانچ دن بچتے ہیں وہ ان مہینوں سے خارج ہیں اور آزادی کے دن کہلاتے ہیں۔ ان دنوں میں اہل بہاء خوشیاں مناتے ہیں اور روزہ رکھنے سے پہلے خدا کی حمد وثناء کرتے ہیں۔ یہ روزے 9 دن تک یعنی جس دن بھی کیلنڈر کا آغاز ہو اس سے پہلے رکھے جاتے ہیں۔ بہائی روزہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

بہائی مذہب زبان ودل کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جہاد میں قتل جائز نہیں کیونکہ جہاد بالسیف منسوخ کردیا گیا ہے البتہ نفس اور مال کا جہاد صحیح ہے۔ اہل بہاء میں زکوۃ کی ممانعت ہے لہٰذا کہا گیا ہے کہ حقوق اللہ کا مطالبہ ہرگز نہ کیا جائے۔ اگر کوئی خوشی سے زکوۃ دے تو بہتر ہے ورنہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

حج کرنے اہل بہا فلسطین ارض مقدس جاتے ہیں جہاں اللہ نے ماموریت کا اعلان کیا تھا۔ دین بہاء میں کوئی مفتی مولوی یا امام نہیں ہوتا۔

باب کا بیان ہے کہ وہ دن ختم ہوگئے جب صرف عبادات ہی کافی سمجھی جاتی رہیں اب وقت آگیا ہے کہ کام کرنا سب پر فرض ہے لہٰذا بازاروں میں چلتے پھرتے ذکر الٰہی کرنا منع ہے۔ نماز کرسی پر بیٹھ کر بآسانی پڑھی جاسکتی ہے جبکہ منبر پر بیٹھنا منع ہے۔

بہائیوں میں شراب وافیون حرام ہے۔ قتل وبدکاری کی سخت ممانعت ہے۔ سر منڈوانا منع ہے۔ حکم ہے کہ سر کے بال کان کی لو سے آگے نہ بڑھیں۔ طرز لباس اور داڑھی کا اختیار بندے کو دیا گیا ہے۔

بہائی قبرستان کا نام ''گلستان جاوید'' [illegible] بکس میں رکھ کر احتیاط سے زیر زمین کردیا جاتا ہے۔ [illegible] دنیا کے صرف سات ممالک ترکمانستان [illegible] پیروکاروں کو آنے کی اجازت ہے۔ مشرق الاذکار [illegible] گے۔ مشرق الاذکار کے ساتھ دوسری عمارت [illegible] غریبوں کے لیے دواخانہ، ضعیفوں اور [illegible] مشرق الاذکار میں ہر روز صبح وشام دعا ومناجات کی [illegible] جا سکتا ہے۔

بچے کی تمام تر تعلیم وتربیت ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے [illegible] پر عمل کیا جاتا ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت [illegible]

طلاق انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے [illegible] ایک سال تک میاں بیوی علیحدہ رہیں اگر اس سال میں دلوں کی کدورت دور ہو جائے تو اچھا ہے ورنہ سال گزرنے کے بعد خود بخود طلاق ہو جاتی ہے۔

مرد پر ریشمی لباس پہننا جائز ہے۔ [illegible] حلال ہے۔ ڈرامہ، شاعری، ناول وغیرہ کی مذہبی اجازت حاصل ہے۔ سونے، چاندی کے برتن استعمال کرنا جائز ہے۔ [illegible] ہے۔ سود حلال ہے۔ قرض حسنہ پسندیدہ فعل ہے۔ کسی بہائی کو اجازت نہیں کہ وہ سیاست میں حصہ لے۔

بہائی سال بھر میں 9 تعطیلات کرتے ہیں اور ان دنوں میں دنیاوی وکاروباری کام کرنا حرام تصور کرتے ہیں۔ ہر ماہ کے 19ویں دن ''19 روز ضیافت'' ایک اہم بہائی رسم ہے۔ اس ضیافت میں سب بہائی جمع ہوتے ہیں اور باآواز بلند بہاء اللہ اور عبدالبہاء کی تحریروں کو پڑھتے ہیں، کھانے بنتے ہیں اور مشورے کئے جاتے ہیں۔ ڈرامہ، موسیقی اور درس اخلاق کی محفلیں ہوتی ہیں۔ بہائی اس دن کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔

بہائی کتب فارسی، انگریزی، سندھی، پشتو، پنجابی، گجراتی، ہندی، بنگالی، مرہٹی، عربی، تامل، کنڑی، اڑیا، ملیالم اور کشمیری زبان میں موجود ہیں۔

● قرآن کریم کی کس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے کا صریح اعلان فرمایا گیا؟

☆ اللہ رب العزت نے قرآن کریم (سورۃ الاحزاب ۴۰) میں ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ نہیں ہیں محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ' لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخری۔

● کس آیت مبارکہ میں دین اسلام مکمل و پورا ہونے اور نعمتِ نبوت کی تکمیل کی خوشخبری ملی اور دین اسلام کو اللہ رب العزت کی پسندیدگی کی سند عطا ہوئی؟

☆ سورۃ المائدہ کی آیت: ۳ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً﴾ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا' اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

● کیا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول آ سکتا ہے؟

☆ بالکل نہیں! نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی و رسول نہیں آ سکتا۔ سلسلہ نبوت و رسالت آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا ہے۔ درج بالا آیت قرآن کے مطابق دین مکمل ہو گیا ہے تو جب دین مکمل ہو گیا تو اب کسی نئے نبی کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟

سہ ماہی
ماہنامہ
اسپیشل ایڈیشن